بدھ | 25۔جون 1997ء | احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون 213029
CPL 61

جلد 47-82 نمبر 138 | بدھ 19 صفر المظفر ۔1418ھ 25 احسان 1376ہش 25 جون 1997ء

نیک نیتی کے ساتھ ہر کام میں ثواب ہوتا ہے

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں۔
میں یہ نہیں کہتا کہ ہمیشہ خفیہ ہی خیرات کرو اور علانیہ نہ کرو' نیک نیتی کے ساتھ ہر کام میں ثواب ہوتا ہے۔ ایک نیک طبع انسان ایک کام میں سبقت کرتا ہے اس کی دیکھا دیکھی دوسرے بھی اس کار خیر میں شریک ہو جاتے ہیں۔ اس طرح سے اس شخص کو بھی ثواب ملتا ہے بلکہ ان کے ثواب میں سے بھی حصہ لیتا ہے۔ پس اس رنگ میں کوئی نیک کام اس نیت سے کرنا کہ دوسروں کو بھی ترغیب و تحریص ہو بڑا ثواب ہے۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 659)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

رزق دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک ابتلاء کے طور پر' دوسرے اصطفاء کے طور پر۔ رزق ابتلاء کے طور پر تو وہ رزق ہے' جس کو اللہ سے واسطہ نہیں رہتا۔ بلکہ یہ رزق انسان کو خدا سے دور ڈالتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کو ہلاک کر دیتا ہے۔ اسی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ کرکے فرمایا ہے (۔) تمہارے مال تم کو ہلاک نہ کر دیں اور رزق اصطفاء کے طور پر وہ ہوتا ہے جو خدا کے لئے ہو۔ ایسے لوگوں کا متولّی خدا ہو جاتا ہے اور جو کچھ ان کے پاس ہوتا ہے' وہ اس کو خدا ہی کا سمجھتے ہیں اور اپنے عمل سے ثابت کر دکھاتے ہیں۔ صحابہؓ کی حالت دیکھو! جب امتحان کا وقت آیا' تو جو کچھ کسی کے پاس تھا' اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے دیا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ سب سے اول کمبل پہن کر آ گئے۔ پھر اس کمبل کی جزاء بھی اللہ تعالیٰ نے کیا دی کہ سب سے اول خلیفہ وہی ہوئے۔ غرض یہ ہے کہ اصلی خوبی' خیر اور روحانی لذّت سے بہرہ ور ہونے کے لئے وہی مال کام آ سکتا ہے' جو خدا کی راہ میں خرچ کیا جائے۔

ملفوظات جلد اول صفحہ 136)

خدا تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرکے اس کی محبت دلوں میں پیدا کرو

(حضرت حکیم مولانا نور الدین صاحب۔امام جماعت احمدیہ الاول)

اللہ تعالیٰ ہمارا مالک۔ ہمارا خالق۔ ہمارا رازق۔ کثیر اور بے انتہاء انعام دینے والا مولا فرماتا ہے کہ میری نعمتوں کو یاد کرو۔ انسان کے اندر قدرت نے ایک طاقت ودیعت رکھی ہے کہ جب کوئی اس کے ساتھ احسان کرتا ہے تو اس کے اندر اپنے محسن کی محبت پیدا ہوتی ہے (-) اور ایسا ہی اس آدمی سے اس کے دل میں ایک قسم کی نفرت اور رنج پیدا ہو جاتا ہے جس سے اس کو کسی قسم کی تکلیف یا رنج پہنچے۔ اور یہ ایک فطرتی اور طبعی تقاضا انسان کا ہے۔ پس اسی فطرت اور طبیعت کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ اس مقام پر فرماتا ہے کہ اللہ کریم کے احسانوں کا مطالعہ کرو اور ان کو یاد کرکے اس محسن اور منعم کی محبت کو دل میں جگہ دو۔ اس کے بیشمار اور بے نظیر احسانوں پر غور تو کرو کہ اس نے کیسی منور اور روشن آنکھیں دیں جن سے وسیع نظارہ قدرت کو دیکھتے اور ایک حظ اٹھاتے ہیں۔ کان دیئے جن سے ہر قسم کی آوازیں ہمارے سننے میں آتی ہیں۔ زبان دی جس سے کیسی خوشگوار اور عمدہ باتیں کہہ کر بخود خود خوش ہو سکتے ہیں ہاتھ دیئے کہ جن سے بہت سے فوائد خود ہم کو اور دوسروں کو پہنچتے ہیں۔ پاؤں دیئے کہ جن سے چل پھر سکتے ہیں۔ پھر ذرا غور تو کرو کہ دنیا میں اگر کوئی شخص کسی کے ساتھ ادنیٰ سا احسان بھی کرتا ہے تو وہ اس کا کس قدر ممنون ہوتا ہے۔ اور ہر طرح سے اس احسان کو محسوس کرتا ہے۔ مگر خدائے تعالیٰ کے احسان جو کل دنیا کے احسانوں سے بالا اور بالا تر ہیں اور جو سچ پوچھو تو وہ احسان بھی... دراصل اللہ تعالیٰ ہی کے احسان ہیں جس نے یہ توفیق عطا فرمائی۔ کوئی کسی کو نوکر کرا دیتا ہے۔ یا دعوت کرتا ہے۔ یا کپڑا دیتا ہے۔ پر سوچو تو سہی کہ اگر خداداد طاقتیں نہ ہوں تو ہم کیا سکھ ان سے اٹھا سکتے ہیں؟ دعوت میں عمدہ سے عمدہ اغذیہ اور کھانے کے سامان ہوں لیکن اگر قے کا مرض ہو یا پیٹ میں درد ہو تو وہ کھانے کیا لطف دے سکتے ہیں اور ان سے کیا مزہ اٹھایا جا سکتا ہے؟ عمدہ سے عمدہ چیز بجز فضل الٰہی فائدہ اور سکھ نہیں دے سکتی۔ یہ روشنی جس سے ہزارہا سکھ اور فائدے پہنچتے ہیں کس نے دی؟ اسی نے جو (زمین و آسمان کا نور

باقی صفحہ 7 پر

سمر کوچنگ کلاس کا آغاز

○ مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کے زیر اہتمام فری سمر کوچنگ کلاس کا آغاز یکم جولائی 1997ء سے ہو رہا ہے۔ اس کوچنگ کلاس میں چھٹی جماعت سے لیکر انٹرمیڈیٹ تک تمام اہم مضامین کی کوچنگ کا انتظام ہوگا۔ والدین اس کلاس کو کامیاب بنانے میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ طلباء خود بھی اس کلاس سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہونے کی کوشش کریں اور اس سنہری موقع سے فائدہ اٹھائیں۔
رجسٹریشن 24۔جون سے شروع ہے۔ طلباء دفتر خدام الاحمدیہ مقامی میں شام 30-7 تا 00-9 بجے اس مقصد کے لئے تشریف لائیں۔

جملہ انصار متوجہ ہوں

○ 29۔ جون 1997ء (بروز اتوار) جملہ انصار سہ ماہی امتحان انصار اللہ میں شامل ہوں۔
(قائد تعلیم مجلس انصار اللہ پاکستان)

درخواست دعا

○ محترم مولانا نسیم سیفی صاحب ایڈیٹر الفضل گذشتہ چند روز سے بیمار ہیں اور دفتر نہیں آرہے۔ احباب کرام کی خدمت میں مولانا موصوف کی جلد اور کامل صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

○ محترم مولانا منیر الدین احمد صاحب مربی سلسلہ اطلاع دیتے ہیں۔
مکرم برادرم مولوی صدر الدین صاحب کھوکھر کراچی کی صحت اب بہتر ہے۔ سہارے کے ساتھ چلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ احباب سے درخواست ہے کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ سلسلہ کے اس خادم کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

○ مکرم سلطان احمد صاحب ولد مکرم غلام احمد غازی معلم وقف جدید نصیر آباد ربوہ پچھلے ہفتہ سے بیمار ہیں۔ اور الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں زیر علاج ہیں۔ احباب جماعت سے ان کی کامل شفایابی کے لئے درخواست دعا ہے۔

○ مکرم محمد منظور احمد خان صاحب ایاز سابق سیکرٹری اصلاح و ارشاد اسلام آباد G/9 عرصہ سے فالج کی وجہ سے بیمار چلے آرہے ہیں دعا کی درخواست ہے۔

واعظ اگر خود عمل نہیں کرتا تو اس کی باتوں کا کچھ بھی اثر نہیں پڑ سکتا

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ

قیمت
2 روپے 50 پیسے

25- احسان 1376 ھش   25- جون 1997ء

خدا تعالیٰ کی شکر گزاری کے بواعث

خدا تعالیٰ ہمارا رب ہے وہ ہماری ربوبیت کرتا ہے اور جب ہم اس بات پر غور کرتے ہیں کہ وہ کس کس طرح ہماری ربوبیت کرتا ہے تو ہمارے سامنے امید کے وسیع راستے کھلنے لگتے ہیں۔ ہمیں کہاں سے اٹھاتا ہے اور کہاں تک لے جاتا ہے۔ یہ بات حیران کن ہوتی ہے۔ لیکن عام طور پر لوگ اس بات پر غور نہیں کرتے کہ خدا تعالیٰ کس طرح ربوبیت کرتا ہے۔ اور اس کی یہ صفت کس طرح ہم پر ہر لحہ اور ہر قدم پر انعامات نچھاور کرتی ہے۔ بہت سی باتیں تو ایسی ہیں کہ نہ ہم نے مانگیں اور نہ ہم نے ان کے لئے کوئی کوشش کی لیکن اس نے ہمارے وجود کو قائم رکھنے کے لئے از خود وہ چیزیں مہیا فرمادیں۔ ہم اپنے ماحول پر غور کریں تو چاند سورج ہوا اور پانی ہر رنگ میں ہماری زندگی کو قائم رکھنے کا باعث بنتے ہیں۔ لیکن کیا ہم میں سے کوئی کہہ سکتا ہے کہ میں نے خدا تعالیٰ سے کہا تھا کہ میرے لئے چاند پیدا کیا جائے یا میرے لئے سورج پیدا کیا جائے۔ یا مجھے ہوا عطا کی جائے۔ یا مجھے پانی دیا جائے۔ کسی شخص نے کبھی ان چیزوں کے لئے التجا نہیں کی۔ نہ یہ چیزیں ہمارے کسی فعل کے نتیجہ میں پیدا ہوئی ہیں اور ہمارے کام کرتی ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی چیز اگر موجود نہ ہو تو انسانی زندگی فوری طور پر خطرے میں پڑ جاتی ہے اور ربوبیت کی حدیں تو اتنی وسیع ہیں کہ دنیا میں جو ہم کام کرتے ہیں اگر وہ ایک اندازے کے مطابق تکمیل نہ دیئے جاسکیں تو ہمیں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے لیکن خدا تعالیٰ کے ہاں یہ بات نہیں ہے۔ وہ ہماری خامیوں پر پردہ پوشی کرتا ہے' ہماری کوتاہیوں کو چھپا لیتا ہے' اور ہمیں ناکام نہیں ہونے دیتا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم خلوص دل کے ساتھ اپنے اچھے کام جاری رکھیں۔ اس سلسلے میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) کا ایک ارشاد عرض کیا جاتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں :-

"جب انسان اللہ تعالیٰ کی ربوبیت پر سوچتا ہے تو اس کی امید کس قدر وسیع ہو جاتی ہے۔ اور پھر رحمانیت یہ ہے کہ بدوں کسی عمل عامل کے ان اسباب کو مہیا کرتا ہے جو بقائے وجود کے لئے ضروری ہیں دیکھو چاند' سورج' ہوا' پانی وغیرہ بدوں ہماری دعا اور التجا کے اور بغیر ہمارے کسی عمل اور فعل کے اس نے ہمارے وجود کے بقاء کے لئے کام میں لگا رکھے ہیں۔ اور پھر رحیمیت یہ ہے کہ اعمال کو ضائع نہ کرے (جزاء سزا کے دن کا مالک ہے) کا تقاضا یہ ہے کہ بامراد کرے۔ جیسے ایک شخص امتحان کے لئے بہت محنت سے تیاری کرتا ہے۔ مگر امتحان میں دو چار نمبروں کی کمی رہ جاتی ہے۔ تو دنیوی نظام اور سلسلہ میں تو اس کا لحاظ نہیں کرتے۔ اور اس کو گرا دیتے ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کی رحیمیت اس کی پردہ پوشی فرماتی ہے۔ اور اس کو پاس کرا دیتی ہے۔ رحیمیت میں ایک قسم کی پردہ پوشی بھی ہوتی ہے"۔

یہ کس قدر امید افزا پیغام ہے کہ ہم سے جو کچھ ہو سکتا ہے ہم کریں اور اگر وہ معیار کے مطابق نہ بھی ہو تو خدا تعالیٰ اپنی رحیمیت کی صفت کو بروئے کار لاتے ہوئے ہماری خامی کو دور کر دیتا ہے۔ ہماری پردہ پوشی فرماتا ہے اور ہم جو کچھ کرتے ہیں اس کا ہمیں بہت بڑھ چڑھ کر انعام دیتا ہے۔ اس سے زیادہ امید افزاء پیغام کیا ہو سکتا ہے۔

پہلے تو یہ دیکھئے کہ ہمارے ماحول میں کیا کچھ ہے جو ہمارے لئے مسخر کر دیا گیا ہے۔ ہمارے مانگنے کے بغیر ہمیں ملا۔ اور تسلسل کے ساتھ ہماری خدمت پر لگا ہوا ہے۔ اور ایک لمحے کے لئے بھی نہیں چوکتا۔ اگر ان میں سے کسی ایک بات پر بھی غور کرنا شروع کر دیا جائے۔ تو انسانی زندگی ختم ہو سکتی ہے لیکن اس کے فوائد پوری طرح گنے نہیں جاسکتے۔ یہ بہت بڑی بات ہے۔ یہ بہت بڑا احسان ہے۔ جو خدا تعالیٰ نے ہم پر کیا ہے۔ اس کی وجہ سے ہمیں ہمیشہ اس کے شکر گزار بندے بننا چاہئے۔ لیکن اس کے بعد جب ہماری اپنی باری آتی ہے تو ضروری نہیں کہ ہم اچھے کام معیار کے مطابق کر سکیں۔ خامیاں رہ جاتی ہیں لیکن اگر ہم نے خلوص دل سے چاہا ہے کہ اچھے کام کریں اور اچھے کاموں کی ابتداء بھی کر دی ہے تو پھر بے شک وہ معیار کے مطابق نہ ہوں اس درجے تک نہ پہنچیں جس تک انہیں پہنچنا چاہئے تھا خدا تعالیٰ اپنے رحیمیت کے زیر اثر ہماری خامی کو دور کر دیتا ہے ہماری کوتاہی کو معاف کر دیتا ہے اور ایسے لگتا ہے کہ ہم نے وہ کام نہایت اچھی طرح اور معیار کے مطابق کیا ہے۔

دین اور دنیا میں جو فرق حضرت صاحب نے بتایا ہے وہ بذات خود ایک امید افزا پیغام ہے کہ دنیا کے لوگ تو ظاہرا نظر سے دیکھتے ہیں اور جہاں کہیں خامی ہو اس خامی کا ہمیں نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ لیکن جہاں تک خدا تعالیٰ کا تعلق ہے وہ ہماری کنہ کو جانتا ہے اسے سب کچھ معلوم ہے کہ کیا ہوا اور کیوں ہوا اور جو کچھ نہیں ہوا وہ کیوں نہیں ہوا۔ اور اسی لئے وہ ہمارے اخلاص کو دیکھتے ہوئے ہماری خامیوں کو ڈھانپ لیتا ہے۔ نمبر تو ہمیں کم ملنے چاہئیں لیکن اس کا فضل اور اس کا احسان اور اس کی رحیمیت ہمیں پاس کر دیتی ہے۔

پس ان ساری باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ہمارا فرض ہے کہ ہم ہر لحہ اس کے شکر گذار بندے بنیں اس کی شکر گزاری یہی ہے کہ اس نے جو کچھ ہمیں عطا کیا ہے اسے ہم صحیح طریق پر استعمال کریں۔ اور صحیح طریق پر استعمال کرنے کے نتیجہ میں وہ ہمارے لئے مزید مفید ثابت ہونگی۔

پس اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اس بات کی توفیق عطا فرمائے کہ ہمارے ہر کام میں اخلاص ہو۔ ہمیں اس بات پر یقین ہو کہ خدا تعالیٰ کی رحیمیت ہماری کمزوریوں کو ڈھانپ لے گی ہماری خطاؤں کو معاف کر دے گی اور ہمیں ہمارے کاموں کی معیاری جزا عطا فرمائے گی۔ خدا تعالیٰ تو یہ بھی کہتا ہے کہ وہ کئی گنا بڑھ کر جزا دیتا ہے پس اللہ تعالیٰ ہمیں ان بندوں میں شمار کر لے کہ جنہیں کئی گنا بڑھ کر جزا ملتی ہے۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔

دائرہ تم اپنی استعداد کا پورا کرو
ہو صعوبت خواہ کیسی اس سفر سے مت ڈرو
لوگ کہتے ہیں کہ چوٹی پر ہے اِک خالی مقام
ہر بلندی سر کرو' جاؤ وہاں پاؤں دھرو
راہ کی درماندگی ہے عزم و ہمت کی نفی
اے جوانمردو جوانی کا ہمیشہ دم بھرو

ابوالاقبال

پروفیسر میاں محمد افضل

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی

جب میدانی علاقوں کی چلچلاتی دھوپ نے بے حال کیا تو لوگ بھاگ اٹھے شملہ کی جانب (آج سے کوئی پچاس سال پہلے کی بات)- وہاں اونچے پہاڑوں' سرسبز وادیوں' دلفریب نظاروں اور ٹھنڈی ہواؤں نے خیر مقدم کیا- خنک ہوائیں' اطمینان و سکون بخش فضا- ایک سٹیج سج جاتی ہے- کلاہ و دستار نمایاں- لمبے لمبے قیمتی چغے بڑے بارعب- کون آئے گا مقابلہ کے لئے؟ اور پھر لوگوں نے بچشم حیرت دیکھا کہ ایک بزرگ ایک لمبا عصا ہاتھ میں تھامے کھدر کا لمبا کرتہ پہنے- کھدر کا تہبند باندھے- سادگی کے پیکر مگر بڑے وقار سے چلے آرہے ہیں- بڑے مطمئن' بڑے پر اعتماد' لٹھ بردار' بظاہر دیہاتی کی یلغار' ہنسی' بلکہ قہقہے- ہے کوئی مقابلہ اس بظاہر ایک دیہاتی مولوی سے پھر یہ سادگی کے پیکر بڑے پر اعتماد طریق سے مائیک کی طرف بڑھتے ہیں اور ارشاد ہوتا ہے شرائط طے کی جائیں- کیا یہ مناظرہ نثر میں ہوگا یا نظم میں- کیا نظم کے اشعار معرّیٰ ہوں گے؟ کیا ایک مصرعہ نقطوں والا اور دوسرا بغیر نقطوں کے؟ زبان کون سی ہوگی- عربی ہوگی- فارسی ہوگی یا اردو؟ لوگ دنگ' پریشان- کیا یہ عالم اتنی زبانوں پہ اتنا عبور رکھتے ہیں؟ کیا نثر کے علاوہ انہیں نظم پہ اتنی قدرت ہے کہ بغیر نقطوں کے الفاظ کو شعروں میں بلا تکلف ڈھال سکتے ہیں؟ یہ تو کوئی عالم بے بدل ہیں- اور پھر ان سادہ سے نظر آنے والے عالم کا کچھ ایسا رعب بیٹھا کہ مقابل پر آنے والے بغلیں جھانکنے لگے- بہانے ڈھونڈھنے لگے اس میدان کارزار سے بھاگنے کے- اور پھر آہستہ آہستہ میدان خالی ہوگیا کون تھے یہ بزرگ- کون تھے یہ لمبے کرتے اور تہبند میں ملبوس- دیہاتی سے نظر آنے والے عالم جن کے چند جملوں سے ہی مخالفوں پہ اوس پڑ گئی؟ یہ جید عالم' احمدیت کے قابل فخر سپوت تھے حضرت مولانا غلام رسول صاحب قدسی' راجیکی- آیئے ان سے متعارف ہوں-

شہر گجرات سے کوئی چودہ میل کے فاصلے پر راجیکی گاؤں میں حضرت مولانا راجیکی صاحب 1877/78ء میں بھادوں کے مہینہ میں پیدا ہوئے- خاندان نجابت و شرافت میں مشہور- ان میں قطب بھی اور غوث بھی- پھر ایک بزرگ نے پیش خبری دی کہ ان بزرگوں کی پشت میں ایک اور قطب پیدا ہونے والا ہے- مولانا کمال انکساری سے میاں نور محمد صاحب کو یہ درجہ دیتے ہیں- لیکن جب اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا "مولوی غلام رسول جواں صالح کراماتی" تو بات واضح ہو گئی کہ اس کا اطلاق کہاں ہوتا ہے' بہرحال پاک و نیک آباواجداد- قطب و غوث کا مرتبہ پانے والے بزرگانِ خاندان- مگر اس نیک و صالح نوجوان نے "پدرم سلطان بود" نہیں کہا- بلکہ ملاحظہ کیجئے کہ بچپن اور عہد طفولیت کیسے گزرا- کوئی دس بارہ سال کا نوجوان- بظاہر فارغ- نہ سکول کا جھنجٹ' نہ کاروبار کی مصروفیت- ایسے میں کھیل کود' دوستوں سے خوش گپیاں نوجوانوں کا محبوب مشغلہ ہوتا ہے- مگر یہ نوجوان مضطرب ہے گوشہ عافیت کی تلاش ہے- اور پھر ریگستانی ٹیلوں نے عجب نظارہ دیکھا کہ ان کے درمیان گھٹنوں سجدہ میں پڑا ہوا یہ نوجوان زار و قطار رو رہا ہے "ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہا ہے- ورد کر رہا ہے- وظیفے دہرا رہا ہے- اور اللہ سے راہنمائی اور دستگیری طلب کر رہا ہے- صحیح کہا کسی نے "در جوانی توبہ کردن شیوہ پیغمبری است" سو یہ سونا کندن بنا بھٹی میں پڑ کے- اور پھر اس کی چمک ہزاروں نے دیکھی- آیئے ہم بھی چند جھلکیاں دیکھیں-

یہ تو تھا ان کا بچپن اور عہد طفولیت- جوانی میں قدم رکھا تو اس نوجوان کی خواب کی دنیا میں کئی روزن روشن ہوئے' کئی در کھل گئے-

وہ بچپن کی عبادتیں' وہ جوانی کی آہ و زاری' وہ رہبر کامل کی تلاش' وہ علمی خزانوں کی جستجو' وہ قرب الٰہی کی کاوشیں رنگ لائیں- اور پھر اس "نوجوان صالح کراماتی" کو رویت الٰہی بھی اور قربت الٰہی بھی نصیب ہوئی- اللہ تعالیٰ سے ایسا تعلق کہ دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہیں' گڑگڑاتے ہیں اور قبولیت دعا کا اشارہ بھی مل جاتا ہے- اور یہ دعائیں صرف اپنے لئے نہیں بلکہ ہر حاجت مند جو اس در پہ آپہنچا- اس کے لئے دست دعا اٹھ گئے- اور پھر اس الحاح و زاری سے' اتنی تڑپ سے اس حاجت مند کے لئے دعا کی کہ قبولیت کی نوید مل گئی- اس لئے حاجت مند اس مستجاب الدعوات بزرگ کی طرف کھنچے چلے آئے- مدد کے طالب' دعا کے خواستگار' اپنی تمناؤں کی تکمیل کے خواہشمند' ایک دعا گو بزرگ کی قبولیت دعا کے نظارے دیکھنے والے اور اپنے مقاصد کے حصول کی جھلک ملاحظہ کرنے والے بے شمار درخواست گزار- اور پھر دعائیں سوئے آسمان اٹھیں اور شرف قبولیت پاتی ہوئی نظر آئیں- کس کس کا تذکرہ کیا جائے- واقعات تو اتنے کہ ایک ضخیم کتاب میں نہ سما سکیں- نشانات اتنے کہ دیکھنے والے دنگ رہ گئے- قبولیت دعا کے نظارے ایسے کہ دل وجد کرنے لگے- آیئے آپ کے ہمرکاب ہو کے چند لمحے آپ کی قربت میں گزاریں-

اولاد کی تمنا ہر شادی شدہ جوڑے کے دل میں مچلتی ہے اور اولاد سے محرومی ایک ایسی محرومی ہوتی ہے' ایک ایسی پریشانی کہ انسان اندر ہی اندر گھل گھل کر افسردہ و پژمردہ ہو جائے- اور پھر وہ ہر کام کر گزرنے پر تیار ہو جائے- حضرت مولانا کے گاؤں کے ایک حجام' محمد الدین کی بھی کچھ ایسی ہی کیفیت تھی- بیس سال شادی کو ہونے کو آئے مگر نہ کوئی پھول کھلا' نہ کوئی کلی مسکائی- آنگن میں خاموشی اور اداسی' میاں بیوی پریشان و بے حال' اس نے بہت ہاتھ پاؤں مارے بہت در کھٹکھٹائے مگر دو مراد روا نہ ہوا. گاؤں کے بزرگوں سے تعویذ لئے' ان سے دعائیں کروائیں مگر سب بنجر زمین میں بیج بونے کے مترادف- اب امید کی ایک ہی کرن نظر آئی کہ حضرت مولانا کے در پر حاضری دی جائے مگر یہ کیسے ممکن ہو- وہ تعویذ دینے والے بزرگ تو برا مان جائیں گے کہ مستند عالموں کو چھوڑ کر ایک نوجوان' جس پر تکفیر کا فتویٰ بھی چپکا دیا گیا ہے' کے آگے ہاتھ بڑھا رہا ہے- یہی تذبذب بہت دیر مانع رہا- مگر آخر دل کے ہاتھوں مجبور' حضرت مولانا کے در پہ دستک دی- مولانا کے چچا اس نوجوان کے سفارشی ٹھہرے اور انہوں نے دوسروں کی دعاؤں اور عملیات کی ناکامی کا اعتراف کرتے ہوئے اس صالح نوجوان سے درخواست دعا کی- اور آپ اللہ کے حضور جھک گئے- ایک ہی جذبہ تھا- جو ایسی دعاؤں کا محرک بنا کہ قبولیت دعا سچائی کا نشان بنے- دعا کے نتیجے میں اشارہ ملنے کی بنا پر ارشاد ہوا کہ اگر ایک سال کے اندر ان کے بچہ یا بچی پیدا ہوئی تو یہ نشان ہوگا اور پھر آپ نے اتنی عاجزی اور زاری سے گڑ گڑا کے دعا کی کہ قبولیتِ دعا کا ایک عجیب نظارہ لوگوں نے دیکھا- وہ بنجر زمین جس میں بیس سال سے ایک پتی بھی نہ نکلی تھی اس میں ایک کلی کھل گئی- ایک بچی پیدا ہوئی- لوگ انگشت بدنداں اور آپ اللہ کی حمد و ثنا کرتے ہوئے سر بسجود- مگر وہ جو اس نشان کے نتیجہ میں اپنا مقام فخر کھو بیٹھے انہیں کہاں برداشت کہ کوئی انہیں زک دے جائے اس لئے یہ معجزنمائی انہوں نے اپنے پیروں کی طرف منسوب کر دی- آپ نے فرمایا: سچائی پرکھنے اور اس کا طریق یہ ہوگا کہ اگر اس کے بعد محمد الدین کے ہاں کوئی اور اولاد ہوئی تو سمجھنا کہ اس لڑکی پیدائش آپ کی دعا کے نتیجہ میں نہ تھی- اور پھر ایک عالم نے دیکھا کہ اس کے بعد ان کے گلشن میں نہ کوئی پھول کھلا نہ کوئی کلی مسکائی بلکہ وہ جس کی وجہ پیدائش کو ڈھول میں چھپانے کی کوشش کی گئی وہ بھی مرجھا گئی اور ان غلط اور ناشکر گزار لوگوں کا گھر ایک بار پھر بے آباد بلکہ برباد ہو گیا- اسی طرح کا ایک اور واقعہ ہوا- ایک نوجوان مہر غلام محمد' خوبصورت' رعنا ایک جگہ شادی کا خواشمند اس نے لاکھ جتن کئے- تعویذ گھول پیے- پیروں کے دروازے کھٹکھٹائے مگر مراد بر نہ آئی- ٹھوکریں کھانا اور آہیں بھرنا اس کا مقدر ٹھہرا اور اسی کیفیت میں سات سال بیت گئے- مولانا اس گاؤں میں تشریف لے گئے تو ایک نے طنز کرتے ہوئے مہر غلام محمد سے کہا: مولانا اپنے پیر و مرشد کی بڑائی کا اظہار تو کرتے ہیں- مسیح تو مردے زندہ کیا کرتا تھا- کیا ان کے پیر سے یہ بھی ممکن نہیں کہ ایک مردہ دل کو زندگی کی رمق دے؟ یہ ایک چیلنج' ایک آزمائش جسے مولانا نے اسی جذبہ سے قبول کیا کیونکہ انہوں نے قبولیت دعا کے ہر نشان کو اپنی پارسائی جتانے اور قربت الٰہی کا ڈھنڈورا پیٹنے کی بجائے اسے نشان کے طور پر پیش کیا- ایک اور موقعہ فراہم ہو رہا تھا- آپ اللہ کے حضور جھک گئے- بڑی عاجزی' زاری اور الحاح سے ایک اور نشان کے طالب ہوئے اور قبولیت کی نوید مل گئی- جس پہ آپ نے مہر غلام محمد کو فرمایا کہ وہ لڑکی اور اس کی والدہ جو سات سال سے اس کے سایہ سے بھی کتراتی تھیں' خود چل کے اس کے پاس پہنچیں گی- اور پھر وہ نوجوان حیران و ششدر رہ گیا کہ کنواں پیاسے کے پاس خود چل کے آگیا- گوہر مراد جس کا حصول ناممکن نظر آرہا تھا خود اس کے دامن میں آن گرا- نوجوان نے اس بزرگ کی دعا کی تاثیر کا یہ نمونہ دیکھا تو وہ بھی کشاں کشاں اس در پہ آن پہنچا جس سے اس بزرگ نے فیض پایا اور جس کا اظہار مولانا نے ان الفاظ میں کیا "احمدیت نے میرے اندر ایک ایسی روحانی کیفیت پیدا کر دی کہ بعض اوقات جو لفظ بھی منہ سے نکلتا اور مریضوں اور حاجت مندوں کے لئے دعا کرتا تھا تو مولیٰ کریم اسی وقت میری معروضات کو شرفِ قبولیت بخش کر لوگوں کی مشکل کشائی فرما دیتا-" لیکن ایسی دعا کے لئے ایک شرط ہے جو مولانا نے یوں بیان کی: "اگر انسان نفسانیت کا چولہ اتار کر اور ہواء نفسی سے الگ ہو کر محض اللہ تعالیٰ کی رضا اور اعلاء کلمۃ اللہ کی غرض سے اپنے وجود کو اللہ تعالیٰ کا آلہ کار قرار دے کر دعا کرے تو ایسی دعا غایت درجہ موثر ثابت ہوتی ہے-"

قبولیت دعا کی ایک اور جھلک ملاحظہ کیجئے- مولانا ایک گاؤں سعد اللہ پور تشریف لے جاتے ہیں وہاں دیکھتے ہیں کہ گاؤں کے نمبردار کے بھائی چوہدری اللہ داد ایک دیوار سے لگے ہوئے بے طرح دمہ کے شدید دورہ میں مبتلا ہیں- معلوم ہوا کہ کوئی پچیس سال سے "مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی" کی سی کیفیت میں مبتلا ہیں- حضرت مولانا اللہ کے حضور جھک جاتے ہیں- پانی منگوا کے' اللہ تعالیٰ کی صفت شافی کو مدنظر رکھتے ہوئے' پانی پہ دم کر کے مریض کو پلاتے ہیں اور پھر ایک گھونٹ نے ایسا کرشمہ دکھلایا کہ پچیس سالہ مرض کافور' شکایت غائب- یہ معجزہ کیسے ہوا؟ فرمایا:؟ "مجھے صفت شافی کے فیوض سورج کی کرنوں کی طرح اس پانی میں برستے ہوئے نظر آئے- اس وقت مجھے یقین ہوگیا کہ یہ پانی افضال ایزدی اور حضرت بانی جماعت احمدیہ کی برکت سے مجسم شفا بن چکا ہے-" کیا تعلق ہے ایک دعا گو کا دعائیں قبول کرنے والے سے کیا توکل ہے اپنے رب پہ- کیا یقین ہے قبولیت دعا پہ! اور کیا پیار کا انداز ہے اس پیار کرنے والے کا- اس کی ایک اور جھلک ملاحظہ کیجئے- اوائل جوانی کا دور ہے مگر وہی دور جب کہ ریت کے ذروں نے آنسوؤں کا بہتا ہوا سیلاب محسوس کیا- ایک ساتھی کے ساتھ لاہور سے چل پڑتے ہیں- تقریباً خالی جیب- چند ہی سکے جس میں سے کشتی بان کا حصہ بھی نکل جاتا ہے آپ کے ساتھی بخار سے بے حال' نہ گھر نہ ٹھکانہ- نہ دوا نہ کھانا- ایک بیت میں ستانے کو رکتے ہیں کہ رات کا اندھیرا آن ہوتا ہے' ساتھی کا کرب و اضطراب آپ کے کرب کا باعث بنتا ہے- پلکوں پہ آنسوؤں کے موتی سجائے اللہ کے دربار میں جھک جاتے ہیں- اور پھر دل سے نکلی ہوا دعا کا اثر دیکھئے کہ دست

ایک اچھی بات

ہم جو اچھی بات سنیں- چاہئے کہ دوسروں تک پہنچائیں-

دعا ابھی نیچے نہیں ہوتے کہ دروازے پہ دستک ہوتی ہے۔ ایک صاحب ایک طشت میں گرم سالن اور شیریں حلوہ لئے منتظر ہیں۔ نہ جان۔ نہ پہچان۔ نہ امید نہ توقع اور ایک دعا عرش سے من سلویٰ کھینچ لیتی ہے۔ کیا پیارا اظہار ہے ایک چاہنے والے کے لئے چاہت کا۔ کیا عنایت خسروانہ ہے ان مہربان آقا کی اس پاکباز اللہ والے پہ۔

کیا کشش تھی اس بظاہر سادے سے انسان میں کہ اپنے تو اپنے' غیر بھی جو پہلے ناک بھوں چڑھاتے اس بزرگ کی علمیت اور پاکیزگی سے کچھ ایسے مغلوب ہوتے کہ ان کی طرف کھنچے چلے آتے۔ شروع میں رویہ معاندانہ اور وہی آخر میں ان کے گن گا رہے ہیں۔ ان کی شخصیت کا یہ معجزہ بھی کئی بار ظہور پذیر ہوا۔ ایک بار آپ کو حضرت امام کا ارشاد ملتا ہے "جھنگ جائیے اور آریوں کی تحریک شدھی کا تدارک کیجئے۔ آقا کا حکم ہو تو تاخیر ناممکن ہے۔ فوراً چل پڑتے ہیں۔ وہاں نہ کوئی واقف' نہ ٹھکانہ' سیدھے میاں شمس الدین۔ میونسپل کمشنر کے ڈیرے پہ جا پہنچتے ہیں۔ بڑے زور دار انداز میں سلام کرکے اپنا تعارف کرواتے ہیں۔ قادیان کا نام سننا تھا کہ میزبان "والہانہ استقبال" اس رنگ میں کرتے ہیں کہ تمہارا یہاں بیٹھنا تو کجا تمہیں تو اس محفل میں کھڑے ہونے کی بھی اجازت نہیں۔ کہنے کو تو وہ اتنی تلخ بات کہہ گیا مگر اسے کیا معلوم کہ کس اللہ والے سے مخاطب ہے۔ کس پاکباز انسان کو دھتکار رہا ہے؟ جلال میں کہہ تو گیا مگر چند ہی منٹوں بعد اس بزرگ ہستی کو منانے کے لئے خود دوڑ پڑتا ہے تا ان سے ایک مشکل حل کروائے۔ ہوا یہ کہ اس کی حاملہ بیٹی کو تے نے اس حد تک بے حال کر دیا کہ وہ قریب المرگ ہو گئی۔ حضرت مولانا رخصت ہونے سے قبل یہ اشارہ دے گئے کہ طبابت میں بھی دسترس رکھتے ہیں۔ اب وہ دھتکارنے والا شخص پریشان و پشیمان اپنی بیٹی کی زندگی کی بھیک مانگ رہا ہے اور حضرت مولانا اس کے ناروا سلوک کے باوجود نہ ماتھے پہ شکن نہ دل میں کدورت ایک پریشان حال باپ کی مدد کو چل پڑتے ہیں۔ ایک سادہ سا نسخہ تجویز کرتے ہیں۔ اپنے سامنے استعمال کرواتے ہیں اور پھر وہ پریشان والد یہ کرامت دیکھتا ہے کہ قریب المرگ بچی فوراً صحت یاب ہو جاتی ہے۔ اس شخص کا غرور خاک میں مل جاتا ہے۔ پتھر موم ہو جاتا ہے۔ سر نیاز عقیدت سے جھک جاتا ہے اور وہ مولانا کے مشن کی تکمیل میں بھرپور کردار ادا کرنے کو تیار ہو جاتا ہے۔ جلسوں کا اہتمام کرتا ہے مولانا کی تقریریں سنواتا بھی ہے اور سنتا بھی ہے۔ اور پھر بیداری کی ایک نئی لہر دوڑ جاتی ہے۔ ایک انقلاب وہ جو ہندوؤں کے زیر نگیں مفلس و بے حال ہو رہے تھے ایک نئے عزم سے ابھرتے ہیں۔ دوکانیں کھل جاتی ہیں۔ ان کا کاروبار چمک اٹھتا ہے اور ہر مخالف و موافق ایک قدسی کا کرشمہ بچشم خود دیکھتا ہے۔

اور یوں روشنیاں چمکتی رہیں اور ایک پاک نفس انسان اللہ کے حضور جھلکتا رہا۔ مگر وہ سینہ بھی کتنا روشن تھا جس کی شعاعیں ہر چار طرف پھیلیں۔ علم کی چکا چوند مختلف مواقع پر دیکھنے میں آئی۔ علم کا ایک چشمہ رواں۔ ایک دریائے نور جس میں بڑے بڑے شہتیر تنکوں کی طرح بہہ گئے۔ آپ نے بے شمار مناظرے گئے جن میں اپنی نکتہ دانی اور علم کی گہرائی و گیرائی کے ایسے ثبوت دئے کہ کچھ پریشان ہوئے' کچھ حیران اور کچھ معتقد ہو گئے۔ ایک دو مثالیں ہی پیش کی جا سکتی ہیں اور وہ بھی اختصار سے۔

شاہ پور میں مڈھ رانجھا کے مقام پر ایک مناظرہ ہونا قرار پایا۔ حضرت صاحب کا ارشاد ہوا کہ مولانا وہاں پہنچیں۔ وہاں ایک جم غفیر۔ دو عالموں کی کشتی دیکھنے کا منتظر۔ ایک زبردست دنگل۔ دیکھیں کون کس کو پچھاڑتا ہے۔ سب آنکھیں سٹیج پہ لگی ہوئیں۔ آپ اپنے مدمقابل سے ایک تحریر پر رضامندی لیتے ہیں کہ اگر مضمون اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ہو تو اسے سنانے کی توفیق ملے اور اگر رضا کے خلاف ہو تو نہ سنانے کی توفیق ملے نہ حاضرین کو سننے کی۔ گویا فیصلہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اور پھر فیصلہ ہوتا ہے تو بڑے واضح انداز میں۔ مولانا اس دعا کے بعد کوئی چار گھنٹے علمی دلائل سے لوگوں کو مسحور رکھتے ہیں۔ علم کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر جو یوں معلوم ہوتا ہے کہ سب کچھ بہا لے جائے گا۔ اور پھر لوگوں نے دیکھا کہ وہ واقعی بہا لے گیا۔ کیونکہ اس کے بعد دوسرے مولوی صاحب اٹھتے ہیں بعد مجبوری دعا دہراتے ہیں اور پھر بچشم خود اس کی قبولیت کا رنگ دیکھتے ہیں کہ ان کا اپنا رنگ اڑ جاتا ہے۔ ابھی وہ صاحب شروع کر رہے ہیں کہ لوگ بیزار ہو کر اٹھنے شروع ہو جاتے ہیں۔ منٹوں میں میدان خالی ہو جاتا ہے۔ پرچہ مولوی صاحب کے ہاتھ میں مگر سننے والا کوئی نہیں۔ کتنا واضح نشان۔ ایک کے لئے حیران کن نظارہ اور دوسرے کی عالمانہ برتری۔ تائید ایزدی کا ایک واضح ثبوت۔

کیا خوب تھے ہمارے بزرگ۔ سادے لباس میں ملبوس۔ نہ جبہ نہ دستار' ایک معمولی دھوتی اور ایک بڑا سا عصا۔ مگر یہ عصا ایک اژدہا تھا جو ہر چھوٹے چھوٹے رینگنے والے سانپ کا کچومر نکال دیتا' ملیا میٹ کر دیتا۔ ایسی ایسی تشریحات' ایسے ایسے عالمانہ نکات' ایسی ایسی علمی بحثیں کہ تالیف قلوب کے نظارے دکھائی دئے۔ پتھر موم ہوتے ہوئے حاضرین نے بچشم خود دیکھے۔ لوگ کچے دھاگے سے کھنچے چلے آ رہے ہیں۔ ایک عالم کی علمیت کی کشش "ایک مستجاب الدعوات بزرگ کی دعاؤں کا نتیجہ کیا خوب تھے ہمارے بزرگ۔ دعا کے لئے ہاتھ اٹھائیں تو قبولیت کی روشنی استقبال کرے۔ علم کے میدان میں اتریں تو اپنا سکہ منوائیں۔ کسی نبض پہ ہاتھ رکھیں تو جسمانی اور روحانی شفاء کا مژدہ سنائیں۔ مگر اس سب کچھ کے باوجود نہایت منکسر المزاج۔ کہ بار بار دہرائیں کہ جو کچھ پایا حضرت بانی سلسلہ کے فیضان سے۔ احمدیت کے طفیل۔

مولانا کی شخصیت کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے حضرت امام الرابع (اللہ تعالیٰ ان پر بہت فضل فرمائے) نے ایک خطبہ میں فرمایا کہ مولانا کی تین صفات نہایت نمایاں ہیں۔ تقویٰ' علم ظاہری و باطنی' اور امام جماعت سے اطاعت کا تعلق۔ اس چھوٹے سے مضمون میں بھی (جو پہلے بھی قدرے طویل ہو چکا) اس پہلو کا ذکر نہ کرنا ان کی شخصیت کے ایک اہم پہلو کو نظر انداز کرنے کے مترادف ہو گا۔ اس لئے ایک اور نظارہ ملاحظہ کیجئے۔

مولانا قادیان میں ایک انتہائی سادے مکان میں رہائش پذیر ہیں۔ آج گھر میں نہ خورونوش کا سامان۔ نہ بچوں کی فیس کی ادائیگی کی صورت۔ آپ کی رفیقہ حیات پریشان مگر آپ ٹھہرے ایک متوکل انسان۔ اللہ مسبب الاسباب ہے اس لئے مطمئن۔ دروازے پہ دستک ہوتی ہے۔ ارشاد ملتا ہے۔ آپ کو دہلی اور کرنال کے لئے روانہ ہونا ہے۔ آپ اطاعت امام کے اتنے قائل کہ تعمیل ارشاد میں تاخیر ناممکن اس لئے سب چھوڑ چھاڑ اپنا عصا سنبھال اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ سامان تو باندھنا نہیں فقط ایک کپڑوں کا جوڑا کافی ہو گا۔ فوراً تیار ہو جاتے ہیں۔ تعمیل حکم میں ایک لحظہ کی تاخیر برداشت نہیں۔ اہلیہ مجسم سوال۔ اور اس متوکل انسان کو اللہ پر بھروسہ۔ ہاتھ دعا کے لئے اٹھ جاتے ہیں۔ اللہ کارساز ہے۔ اور پھر بعجلت اپنا عصا سنبھال دروازے کی جانب بڑھتے ہیں۔ وہاں ایک صاحب آپ کے منتظر۔ ہاتھ میں ایک لفافہ جس میں سو روپے ہلتے ہوئے لب ابھی ساکن نہیں ہوئے کہ قبولیت دعا کا نظارہ نظر آگیا۔ مگر گھر کی دہلیز پہ قدم رکھ چکے ہیں' اب واپسی تعمیل ارشاد کی روح کے منافی ہے۔ اطاعت امام میں کچھ بھی حائل نہیں ہو سکتا کوئی دنیاوی جھنجھٹ اس اللہ والے کو چند لمحے کے لئے بھی نہیں روک سکتے۔ سو نوٹ پیامبر کو واپس تھماتے ہیں۔ جاؤ بچوں کو سودا سلف لا دو۔ اور خود احساس تشکر سے لبریز' سر نیہوڑائے ہوئے' اطاعت امام کے جذبہ سے سرشار' شاداں و فرحاں' ایک علمی مشن پہ روانہ ہو جاتے ہیں۔ کیا توکل علی اللہ ہے! کیا اطاعت امام! کیا جذبہ خدمت دین!

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

قائدین-ناظمین و منتظمین تحریک جدید سے گزارش

○ تحریک جدید کے بابرکت ثمر خدا کے فضل سے سارے عالم میں ظاہر ہو رہے ہیں ان کو دوام بخشنے کے لئے مالی قربانیوں کی اشد ضرورت ہے۔ یہ فضل تو آسمان سے تاقیامت اترتے رہنے کا لازوال وعدہ ہے۔ لیکن ان کو اپنے گھروں اور اپنی اولادوں پر برسانے کے لئے ہم سب کو اس میں بھرپور حصہ لینا چاہئے۔ قائدین اضلاع و ناظمین تحریک جدید و منتظمین تحریک جدید سے درخواست ہے کہ ہر خادم اور ہر طفل سے ذاتی رابطہ کرکے ان کو تحریک جدید میں شامل کریں اور وعدہ جات کی فہرستیں جلد از جلد مرکز ارسال فرمائیں۔

(مہتمم تحریک جدید خدام الاحمدیہ پاکستان)

بجٹ 1997ء آمدنی اور اخراجات ایک نظر میں

	آمدن	97-98ء		اخراجات	97-98ء
1-	قطعی وفاقی محصولاتی وصولیات	326.0	6-	اخراجات جاریہ	461.9
الف	محصولاتی آمدنی	317.8		عام انتظامیہ	20.5
	آمدنی اور دولت پر محصولات (بلاواسطہ)	100.5		دفاع	134.0
	اشیاء اور لین دین پر محصولات (بالواسطہ)	217.3		امن و امان	8.1
ب	غیر محصولاتی آمدنی	102.3		معاشرتی خدمات	9.3
	املاک و کاروباری اداروں سے آمدنی	55.5		معاشی خدمات	2.7
	سول انتظامیہ و دیگر معاملات سے وصولیات	46.7		امانتیں	7.4
ج	سرچارج	30.2		مصارف قرضہ	247.9
•	قدرتی گیس	5.0		صوبوں' آزاد کشمیر ریلوے و دیگر کے لئے امدادی رقوم	19.7
	پٹرولیم	25.2		ناقابل تخصیص	6.5
د	کل مجموعی محصولاتی آمدنی	450.2	7-	ترقیاتی اخراجات	90.1
	منہا: محصولات میں صوبائی حصہ	124.2	(i)	وفاقی حکومت	64.1
(ہ)	قطعی وفاقی محصولاتی آمدنی	326.0		وفاقی وزارتیں ر شعبہ جات	39.9
2-	قطعی سرمایہ جاتی وصولیاں	27.9		کارپوریشنیں	28.2
(الف)	وصولیات	72.6		خصوصی پروگرام	1.0
(ب)	ادائیگیاں	44.6		نجی کمی	-5.0
3-	بیرونی وسائل	129.5	(ii)	صوبائی پروگرام	26.0
(i)	منصوبہ جاتی امداد	40.9		پنجاب	12.1
(ii)	غیر منصوبہ جاتی امداد	88.6		سندھ	6.1
4-	سرکاری ترقیاتی پروگرام میں صوبوں کی خود تمویل کاری	3.9		سرحد	4.7
5-	مجموعی وسائل (1تا4)	487.4		بلوچستان	3.1
			8-	کل اخراجات (6+7)	552.0
			9-	بینکی قرضہ گیری	54.8
			10-	خلاء	64.6

(جنگ 14 جون 1997ء)

حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ

مکرمہ احمدی بیگم صاحبہ لاہور سے لکھتی ہیں:-

22 مئی 1997ء کو صبح تقریباً دس بجے کے قریب مبارکہ اتحاد کا فون آیا۔ تائی جی کیا خبر آئی ہے سیدہ مہر آپا کے بارے میں۔ میں نے جواب دیا کہ الفضل میں علالت کی خبر کے ساتھ خصوصی دعا کی تحریک ہے؟ جواب ملا نہیں یہ تازہ خبر نہیں ہے وہ وفات پا گئی ہیں؟ یہ سن کر منہ سے بے اختیار ہم سب خدا کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں نکلا ریسیور رکھا اور اپنی بڑی بہو زاہدہ نصیر کو آواز دی اور یہ افسوسناک خبر سنائی۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی پھر بجی یہ فون امتہ الحی نزہت صاحبہ کا تھا جو رندھی ہوئی آواز میں بولیں۔ آپا احمدی خبر سن لی؟ میں نے اثبات میں جواب دیا اور پھر بہت دیر فون پر مہر آپا کا ذکر خیر ہوتا رہا اور آج یہ سلسلہ دن بھر وقفے وقفے سے جاری رہا کہ جن کو یہ اطلاع ملتی وہ مجھے بھی آگاہ کرنے کے لئے فون کر دیتے۔ مگر یہ فون اس افسوسناک خبر کے ساتھ میرے لئے طمانیت کے سامان یوں پیدا کرتے رہے کہ اس نفسانفسی کے دور میں خدا تعالیٰ کی عنایات سے جماعت احمدیہ کے دکھ اور خوشیاں سب سانجھے ہیں۔ کہ خوشیاں ملیں تو ایک دوسرے کو مبارک بادیں دے کر ڈبل خوشیاں حاصل کرتے ہیں اور اگر کوئی غم یا دکھ پہنچے تو شانہ بشانہ یہ غم اور دکھ بانٹ رہے ہوتے ہیں۔ حضرت سیدہ مہر آپا کی وفات کی خبر بہت سی عزیز ہستیوں نے فون پر پہنچائی اور میں اس سلسلہ میں سب کے لئے دعا کرتی رہی۔

ایسے میں مجھے یاد آیا کہ میں دہلی میں تھی کہ جب حضرت امام ثانی اور حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ کی شادی کی اطلاع ملی تھی۔ اس سے پیشتر ان سے باہمی تعارف کم کم تھا۔ مگر جمعہ کے دن قادیان میں حضرت سیدہ ام طاہر صاحبہ کے صحن میں خواتین جمعہ کی عبادت کے لئے جمع ہوا کرتی تھیں۔ سیدہ بشریٰ بیگم صاحبہ بھی عبادت کے لئے آتی تھیں تو ہم چند ہمجولیاں جو ان کی شخصیت سے متاثر تھیں ایک دوسری سے کہتیں بشریٰ آئی ہیں! اور وہ گردوپیش کے اشاروں کنایوں سے بے خبر نہایت متانت اور سنجیدگی سے برآمدہ میں جا بیٹھتیں اس لئے جب دہلی میں ان کی شادی کی اطلاع ملی تو اچھوتی سی خوشی ہوئی۔ اور پھر کچھ عرصہ بعد حضرت امام ثانی دہلی تشریف لائے تو مہر آپا بھی سب کے ساتھ دہلی آئیں اس موقعہ پر نیو دہلی میں لجنہ دہلی نے جلسہ کیا تھا آپ بھی اس میں شامل ہوئیں ان کو اپنے درمیان پاکر بہت خوشی ہوئی مگر آج یہ خوشی دوچند تھی کہ اب وہ بشریٰ بیگم نہیں بلکہ خواتین مبارکہ میں شامل ہو کر ایک اہم مشن کی تکمیل کے سلسلہ میں مہر آپا بن چکی تھیں اور ان کی شخصیت تکمیل کے مراحل میں داخل ہو چکی تھی۔

ان سے لمبے عرصہ کے بعد ہی ملاقات ہوا کرتی تھی کیونکہ دہلی سے قادیان جانا ہوتا تو سب سے ملاقات کے لئے بھی جاتی تو ان سے بھی ملاقات ہوا کرتی۔ لجنہ کے کسی کام سے جانا ہوتا تو ہمیشہ یہی محسوس ہوتا کہ وہ بھی دلی خلوص اور محبت سے ملتی ہیں۔

دن ہفتوں مہینوں اور سالوں میں بدلتے چلے گئے بچے جوان ہو گئے جوانوں پر ڈھلتی جوانیوں کے آثار نمودار ہونے لگے اور اس کے ساتھ زمانے نے نئی کروٹ لی اور بیشتر لوگ وطن سے باہر چلے گئے گھروں کے انداز تبدیل ہوئے کہیں اداسیاں چھا گئیں تو کہیں نفری کی تقسیم سے گھروں میں افرادی کمی نظر آنے لگی۔ کچھ ہستیاں خدا کو پیاری ہوئیں اور ایک صف لپٹی اور دوسری کھلتی لگنے لگی اور اسی طرح دن رات گزرتے رہے کہ ایک روز حضرت مہر آپا صاحبہ کے بارے میں اطلاع ملی کہ لاہور کے ایک ہسپتال میں بغرض علاج داخل ہیں۔ ملنے گئی تو لیٹی ہوئی تھیں کمزور نظر آئیں مگر مصافحہ والا ہاتھ پکڑے رکھا اور خیریت دریافت فرماتی رہیں۔ پھر کئی سال بعد گزشتہ ڈیڑھ یا دو سال کا عرصہ ہوا کہ گھر گئی آدھ گھنٹہ ملاقات رہی کچھ علیل سی تھیں اس لئے جلد ہی اٹھ آئی۔

اب جب ان کی وفات کی اطلاع ملی تو ان کا ایک دلکش انداز جو دل پر نقش ہو چکا ہوا تھا یکدم سامنے آگیا۔ جو یہ تھا کہ حضرت امام الثانی (خدا کی رحمتیں آپ پر نازل ہوتی رہیں) کی تدفین کے اگلے دن میں لاہور کی کچھ ممبرات کو لے کر حضرت سیدہ چھوٹی آپا جان کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ کی زندگی کا یہ رخ مجھے بے صبر کر گیا اور میں ہچکیاں لے لے کر رونے لگی اور جب طبیعت کا بوجھ ہلکا ہوا تو حضرت صاحب کے آخری لمحات کے بارے میں حضرت سیدہ چھوٹی آپا جان سے سوال کرتی رہی۔ وہاں سے اٹھ کر ہم سیدہ مہر آپا صاحبہ کے ہاں گئیں آپ اپنے کمرہ کے باہر کرسی پر بیٹھی تھیں خواتین آ جا رہی تھیں آپ سب سے مصافحہ کرتیں اور گھمبیر آواز سے۔ خدا حافظ ' کہتیں۔ میں آگے بڑھی ملاقات ہوئی مصافحہ ہوا اور خدا حافظ۔ کا جملہ میرے لئے ان کے منہ سے نکلا تو مجھے محسوس ہوا کہ یہ جملہ ایک دور کے اختتام اور دوسرے دور کے آغاز کے سلسلہ میں گہرے معانی اپنے اندر رکھتا ہے اور یہ محبت و خلوص کا ایک شاندار ثبوت ہے اور یہی احساس آج جب حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ کی وفات کی اطلاع ملی تو پھر ہو اگراب میں یہ کہنے پر مجبور ہو گئی کہ "مہر آپا خدا حافظ"

OOO

محترم میاں محمد ابراہیم صاحب ربوہ سے تحریر فرماتے ہیں۔

جو وجود سراسر مہر ہی مہر ہو۔ اور اس نے اپنے ہر ملنے والے اور جاننے والے پر ذرہ نوازی کی ہو اور بہترین حسن سلوک کا معاملہ کیا ہو۔ اس کی یاد میں حسن و احسان کی ذیل میں لکھنے والے جماعت کے ہزاروں مرد و عورتیں ہیں۔ آپ خاندان مبارکہ کا ایک ممتاز فرد تھیں۔ اور یقیناً آپ کے اوصاف حمیدہ اور خصائل حسنہ کے مورد آپ کے اس جہان سے گزر جانے پر حزیں و محزون ہیں۔ ہر کوئی اپنے اپنے تعلق اور رنگ کے اعتبار سے۔ مجھے بھی اپنے پیشہ (معلمی) کے اعتبار سے حضرت مہر آپا صاحبہ کو قریب سے دیکھنے کا تعلق ہے۔ ایک زمانہ گزر گیا۔ 1954ء کی بات ہے۔ محترم مولوی عبدالرحمان صاحب انور۔ پرائیویٹ سیکرٹری صاحب خاکسار کے پاس تشریف لائے۔ اور فرمایا کہ حضرت صاحب (امام الثانی) نے انہیں ارشاد فرمایا ہے۔ (غالباً حضرت سیدہ ام متین کی خواہش پر) کرمیں موسمی تعطیلات کی رخصتوں میں جو شروع ہونے والی ہی تھیں۔ ناصر آباد سندھ پہنچ جاؤں۔ انہوں نے مجھے سفر کے اخراجات کے لئے معقول رقم بھی دی جس کے متعلق میں نے ان سے پوچھا کہ موسمی تعطیلات میں میں خود سیرو تفریح کے لئے کہیں نہ کہیں تو جاتا ہی ہوں۔ اکثر کشمیر کی طرف۔ اس لئے میں اگر یہ رقم نہ لوں تو حضرت صاحب برا تو نہ منائیں گے۔ محترم انور صاحب نے فرمایا کہ نہیں۔ اس میں کوئی ناراضگی والی بات نہیں۔ میں حضرت صاحب کو آپ کے خیالات سے آگاہ کر دیتا ہوں۔ معلوم نہیں انہوں نے کیا کہا اور کس طرح کہا۔ میں بہرحال پہنچی (ریلوے سٹیشن پر) طے شدہ پروگرام کے ماتحت۔ پہنچ گیا۔ وہاں حضرت صاحب کی کار مجھے لینے کے لئے آئی ہوئی تھی (وہاں سے ناصر آباد قریباً دس بارہ میل تھا) ڈرائیور نے مجھے اس گیسٹ ہاؤس کے سامنے جا اتارا جس میں حضرت صاحب کے خاص مہمان ٹھہرا کرتے تھے) کمرہ میں گیا تو بہت آراستہ پیراستہ پایا جس میں صاف بستر سمیت ہر ضروری چیز موجود تھی۔ حضرت صاحب کے دو قسم کے مہمان ہوتے تھے۔ جماعتی مرید اور اردگرد کے معروف زمیندار۔ ان سب کا کھانا ڈیڑھ سو افراد کا ہر روز باقاعدگی سے پکتا تھا اور حضرت صاحب کے اپنے گھر کے افراد۔ جو ان دنوں حضرت صاحب کے علاوہ حضرت صاحب کے اس وقت کے دو حرم۔ حضرت سیدہ مہر آپا اور حضرت سیدہ ام متین صاحبہ اور آپ کی صاحبزادی امتہ المتین۔ یہ گویا حضرت صاحب کا اپنا گھرانہ تھا اور ان کے کھانے کا انتظام حضرت مہر آپا کے سپرد تھا۔ مجھے بھی ازراہ ذرہ نوازی اسی حصہ میں شامل کر لیا گیا۔ اور صبح کا ناشتہ۔ دوپہر کا کھانا۔ پچھلے پہر کی چائے اور رات کا کھانا۔ بڑے التزام اور باقاعدگی سے گیسٹ ہاؤس میں ملتا رہا۔ حضرت مہر آپا کی ذاتی توجہ کے طفیل۔ کھانا ویسے بھی وافر ہوتا۔ لیکن جب برتن واپس جاتے۔ تو اکثر حضرت ممدوحہ مجھے فرماتیں۔ کہ آپ تو بہت تھوڑا کھاتے ہیں۔ اور اتنی عظیم ہستی حضرت امام ثانی کی حرم محترم ازراہ شفقت فرماتیں کہ کھانے کو برکت بخشا کریں کھانے کو برکت دینے والے الفاظ ابھی تک میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ اس قدر ذرہ نوازی اور استاد کو اتنا بلند درجہ دینے والے خاندان اس دنیا میں بہت ہی کم نظر آتے ہیں۔ حضرت مہر آپا کا مہر اور مہربانیاں آپ کی خاندانی شرافت اور عظمت کی عکاس تھیں۔ سچ ہے سید القوم خادمھم اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ کے فیض کا آپ کو اجر پہنچاتا رہے۔

OOO

مکرم بشیر احمد شاہد صاحب دارالصدر ربوہ سے لکھتے ہیں۔

وہ وجود جو محبتوں کا پیکر اور محسنوں کی ایک محسن ہستی تھی (ہماری دلی دعائیں تا حیات آپ کے بلند تر درجات کے لئے دعا گو رہیں گی) اس فانی سے دنیا سے رخصت ہو کر آخرت کو سدھار گئیں۔ آپ کا شفیق وجود جسے خدا تعالیٰ نے بھی "مہر آپا" کے نام سے منسوب کیا تھا۔ آپ نے سچ مچ اسے سچا کر دکھایا!

اس شفیق ہستی سے خاکسار کو اس وقت قریب سے شرف حاصل کرنے کا موقعہ ملا۔ جب یہ ناچیز رحمت بازار ربوہ میں "شاہد کلاتھ ہاؤس" کے نام سے کاروبار کیا کرتا تھا۔ یوں تو کاروبار کے لحاظ سے خاکسار کا تمام افراد خاندان سے ایک تعارف ہو چکا تھا۔ لیکن حضرت سیدہ مہر آپا جان (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) سے سب سے پہلے "ٹیلی فون" رابطہ کا باعث بنا۔

ایک روز اچانک ٹیلی فون کی گھنٹی بجی۔ خاکسار نے فون اٹھایا۔ تو آواز آئی۔ شاہد صاحب ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ جی میں ہی بول رہا ہوں۔ تو آپ نے نہایت مشفقانہ انداز میں فرمایا۔ میں مہر آپا ہوں۔ میں کسی وقت آپ کی دوکان پر آنا چاہتی ہوں۔ بتائیں کہ کس وقت آؤں میں نے عرض کیا آپا جان آپ جب بھی مناسب سمجھیں تشریف لے آئیں میرے لئے یہ بہت عزت افزائی ہو گی۔ فرمانے لگیں کل صبح نو بجے آ جاؤں مگر آپ اس وقت ضرور موجود ہوں۔ میں نے عرض کیا۔ میں اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ضرور موجود رہوں گا۔

اگلے روز آپ بنفس نفیس گاڑی پر تشریف لے آئیں۔ میں نے دوکان سے باہر نکل کر سلام عرض کیا۔ اور آپ کو اندر لے آیا۔ آپ کی فرمائش پر کچھ چیزیں دکھائیں۔ آپ نے کچھ پسند فرمائیں اور لے کر واپس تشریف لے گئیں۔ یہ تھا میرے رابطہ کا پہلا آغاز۔

اس کے بعد آپ جب پسند فرماتیں۔ کبھی ٹیلی فون پر کوئی چیز منگوا لیتیں۔ اور کبھی خود تشریف لے آتیں۔ خرید و فروخت کے ایک طویل عرصہ میں آپ کے اعلیٰ ذوق اور آپ کی نفاست پسندی سے میں بہت متاثر ہوا۔ بلکہ ان کے حسن اخلاق اور عزت افزائی کے انداز میں بات کرنے سے میرے دل و دماغ پر بہت گہرا اثر ہوتا۔ اور مجھے بعض اوقات ندامت بھی ہونے لگتی۔ آپ سراپا "مہر آپا" تھیں۔ آپ نے ایک مرتبہ فرمایا

کہ میں صرف اور صرف آپ کی دوکان پر شاپنگ کے لئے آتی ہوں اور کہیں نہیں جاتی۔ اور یہی وجہ تھی کہ میں بھی آپ کا ازحد احترام کیا کرتا تھا۔

ان روابط کے دوران آپ کو علم ہوا کہ خاکسار کا کوئی بیٹا نہیں ہے اور صرف تین بیٹیاں ہی ہیں۔ چنانچہ میری چوتھی بیٹی کی پیدائش سے قبل آپ نے ازراہ شفقت میری بیگم کو نرینہ اولاد کے لئے ایک دوائی تیار کروا کر بھجوائی اور ساتھ ہی کچھ ہدایتیں بھی دیں اور فرمایا اس سے شرطیہ بیٹا پیدا ہوتا ہے اور پھر مسلسل ہمارے لئے دعائیں بھی کرتی رہیں۔ اور ہم بھی دونوں اکثر آپ سے دعاؤں کے لئے عرض کرتے رہے۔ آخری دنوں میں مجھے تاکیداً ارشاد فرمایا۔ پیدائش پر سب سے پہلے مجھے اطلاع دینا۔ لہٰذا وقت آیا۔ پیدائش ہوئی تو خاکسار نے حسب ارشاد سب سے پہلے ٹیلیفون پر آپ ہی کو اطلاع دی کہ "آپا جان" چوتھی بیٹی پیدا ہوئی ہے۔ تو آپ یہ خبر سن کر چند لمحے خاموش رہیں اور کوئی جواب نہ دیا۔ میں نے خیال کیا کہ شائد میری آواز نہیں پہنچی۔ میں نے پھر ذرا اونچی آواز سے آپ کو بتایا کہ "آپا جان" چوتھی بیٹی ہوئی ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ ہاں شاہد صاحب میں نے سن تو لیا تھا۔ مگر میں حیران ہو گئی تھی کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں اور مجھے یقین نہیں آرہا تھا۔

پھر آپ نے فرمایا:۔ کہ یہ میری غلطی تھی کہ میں نے اتنا بڑا دعویٰ کر دیا تھا کہ اس دوائی سے ضرور بیٹا ہی ہو گا۔ پھر تسلی دینے لگیں کہ بیٹیاں خدا تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑی نعمت ہوتی ہیں۔ اور یہ انسان کی بخشش کا موجب بھی ہوا کرتیں ہیں۔ اس پر میں نے عرض کیا کہ آپا جان میں اور میری بیوی بہت خوش ہیں۔ اور آپ نے ہمیں مبارکباد دی۔

ایک مرتبہ آپ میری دوکان پر تشریف فرما تھیں کہ اچانک میری بیٹی "سلمیٰ" آگئی۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ کون ہے۔ میرے عرض کرنے آپ نے اسے پیار کیا۔ اور فرمانے لگیں دل کرتا ہے کہ اسے چرا کر لے جاؤں۔ بہت پیاری ہے یہ تو۔

آج حضرت سیدہ مہر آپا جان (ہماری ساری دعائیں آپ کے لئے ہیں) ہم میں موجود نہیں ہیں۔ مگر ان کی شفقتوں اور عنایات کے نقوش کا دلوں پر گہرا اثر ہے۔ وہ بہت ہی مشفقانہ انداز سے مخاطب ہوتیں جس سے آنکھیں جھک جاتیں۔ ایسے ہی ایک مرتبہ آپ نے میری بیوی کو چائے پر بلایا۔ وہ گئی باتوں باتوں میں جب یہ معلوم ہوا کہ یہ آپ کی ہمنام ہے۔ تو بہت زیادہ خوش ہوئیں۔

کہاں وہ عظیم المرتبہ ہستی جنہیں خدا تعالیٰ نے بھی اس "مہر آپا" کے القاب سے نوازا تھا۔ اور کہاں یہ حقیر اور ناچیز جس کی کوئی حیثیت ہی نہ تھی برسوں اپنی دعاؤں سے نوازتی رہیں۔ آپ کی دعائیں میرا ایک قیمتی اثاثہ تھا۔ میری دو بڑی بیٹیوں کی شادیوں میں شمولیت فرما کر بہت مسرت کا اظہار فرمایا۔ اور پھر شادی کے بعد بھی آپ ان کی خیریت دریافت کرتی رہتیں۔ اور محبت بھرے جذبات سے انہیں دعاؤں کا تحفہ عنایت فرماتیں۔

آخر میں یہ ناچیز سیدہ مہر آپا جان کی بلندی درجات کے لئے خدا تعالیٰ کے حضور دست بدعا ہے کہ وہ آپ کو جنت میں بلند سے بلند تر مقام عطا کرتا چلا جائے اور آپ کو وہ مقام عطا کرے جو وہ اپنے خاص مقربوں کو عطا کیا کرتا ہے۔ (اے خدایا تو ایسا ہی کیجیو)

OOO

مکرم صالح محمد خان سابق باڈی گارڈ تحریر فرماتے ہیں:۔

ہماری نہایت ہی قابل و احترام ہستی حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ کے تھوڑے سے حالات لکھنے کی خواہش پیدا ہوئی ہے۔ صرف اس لئے کہ جماعت کے بزرگ بھائی اور بہنیں ان کے درجات کی بلندی کے لئے دعا کریں۔ حضرت امام جماعت الثانی کے قرب میں بطور خادم کافی لمبا عرصہ خدمت کا موقع ملا۔ اس دوران حضرت سیدہ صاحبہ کو بہت سی خوبیوں کا مالک پایا۔ بہت ہی غریب پرور خاتون تھیں۔ بہت ہمدرد اور عظیم خوبیوں کی مالک تھیں۔ دینی کام کا بے انتہا شوق تھا لیکن ساتھ ساتھ مخلوق خدا سے بڑی محبت تھی۔ غرباء کے ساتھ شفقت اور محبت کی تو کوئی انتہاء نہ تھی۔ نوکر تو بڑے لوگ رکھتے ہی ہیں مگر ماں باپ کی طرح شفقت اور پیار دنیا میں کم ہی لوگ کرتے ہیں۔ مثلاً بیواؤں اور یتیموں کے ساتھ حسن سلوک بہت کرتی تھیں۔ مجھے یاد ہے ایک عورت زینب بی اور ان کی دو بیٹیاں ساجدہ اور ماجدہ تھیں۔ ان کا ایک بھائی ظفری تھا۔ اس پورے خاندان کو حضرت آپا جان نے اپنے گھر میں رکھا۔ ان کی پرورش کی اور انہیں معقول تعلیم دلائی۔ جب یہ لڑکیاں جوان ہو گئیں تو باقاعدہ ماں باپ کی طرح آپ نے دو مخلص نوجوانوں کو ڈھونڈ کر دینی تعلیم کے مطابق رشتے کئے اور ان کو اپنی بیٹیوں کی طرح جہیز دے کر ایک مادر مہربان کی طرح پیار سے رخصت کیا۔ ان بیٹیوں کو پیار دیا اور پھر بلا کر دونوں دامادوں کو بڑی ہمدردی کے ساتھ رو رو کر کہا کہ یہ نہ سمجھنا کہ ان کے ماں باپ نہیں ہیں میں ہی ان کی ماں اور باپ ہوں۔

حضرت مہر آپا کی شفقت ہمیشہ ان کے ساتھ بڑھتی رہی۔ اس خادم کے ساتھ بھی حضرت آپا جان بہت شفقت کرتیں جب بھی کوئی سفر درپیش ہوتا تو حضرت امام جماعت الثانی اس غلام کو بطور باڈی گارڈ خادم بھیجتے مکرم قریشی نذیر احمد صاحب جن کی حضرت امام جماعت الثانی نے پرورش کی تھی بہت پرانے ڈرائیور تھے۔ دوسرے نمبر پر مکرم مرزا انور بیگ صاحب تھے۔ یہ لوگ بہت مخلص اور ہر طرح سے جانباز تھے۔ سفروں میں اکثر ہمارے ساتھ ماں باپ کی طرح شفقت کرتے۔ جو کھانا خود کھاتے وہ ہم دونوں کو پہلے بھجوایا کرتے تھے۔ اگر لاہور میں اپنے گھروں میں جاتے تو خود کہتے کہ میرے ساتھ صالح محمد اور نذیر صاحب ہیں ان کو کھانا بھجوادیں۔ اس کے علاوہ بھی جو کچھ کھاتے وہ بھی ہمیں بھجوا دیتے۔

اگر دوران سفر کھانے پینے کی ضرورت پڑی تو جس جگہ بھی کھانا ہوتا اس کا طریق یہ ہوتا کہ ہمیں کہتے تھے کہ کھانے لے آؤ۔ کار میں ہی بیٹھ کر ہم نے کھانا ہے۔ ہوٹلوں میں بیٹھ کر کھانا کبھی پسند نہیں فرمایا۔ اپنے خادموں کو ملازم نہیں سمجھتے تھے اتنا پیار کرتے تھے کہ جیسے کوئی ماں اپنے بچوں سے کرتی ہے حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کی امامت کے بعد حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث کو خدا تعالیٰ نے امامت دی تو چند دنوں بعد مجھے بلا کر کہنے لگے کہ صالح محمد اب حالات بدل گئے ہیں۔ پہلے تو میں آپ کو براہ راست کام کہہ لیا کرتی تھی اب ہمارے حضرت صاحب مرزا ناصر احمد صاحب ہو گئے ہیں کیونکہ پہلے تو میرے ساتھ جہاں کہتی چلے جاتے تھے۔ مثلاً ڈاکٹرز نے انہیں کہا تھا کہ روزانہ چار میل چلنا ضروری ہے۔ اب تم بتاؤ میں کس کے ساتھ سیر پر جایا کروں۔ میں نے عرض کیا اللہ کے فضل سے میں اس طرح وفاداری کے ساتھ آپ کا خادم ہوں۔ اگر کوئی خاص وجہ ہوئی تو الگ بات ہے۔ مگر صبح عبادت کے بعد حضرت امام الثالث بھی آرام فرمایا کرتے ہیں۔ اور میں عبادت کے فوراً بعد آپ کے ہاں پیش ہو جایا کروں گا اور یوں بفضل تعالیٰ مجھے ڈیوٹی دینے کی توفیق ملتی رہی۔ بلکہ ایک دن میں نے درخواست کی کہ حضرت مہر آپا جان آپ کو کبھی میاں طاہر کے متعلق کوئی خواب نہیں آتی تو فرمایا کہ میں نے یہ دو خوابیں دیکھی ہیں مگر کسی کو نہ بتانا۔ اللہ تعالیٰ طاری کو کوئی خاص مقام بخشے گا۔ اس سے زیادہ مجھ سے نہ پوچھیں۔ بعض باتیں بتائی نہیں جاتیں۔ خود وقت بتائے گا۔ حضرت آپا جان کی شفقت دیکھ کر میں سوچا کرتا تھا کہ مجھ جیسے ناقص پر کس طرح احسان ہو رہے ہیں۔

پیارے قارئین!

وہ تو ایک لحاظ سے مجھے والدہ سے بھی زیادہ پیار کرتی تھیں۔ خدا تعالیٰ ہماری مہربان کے درجات بلند کرے۔ کئی سفروں میں جس میں اور میرا ساتھی ڈرائیور ہوتے تھے تو صبح حضرت آپا جان اٹھتی تھیں تو پوچھتی تھیں کہ رات تمہیں مچھر تو نہیں کاٹتے رہے اور کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی اور پھر ہمیں کچھ رقم دیتیں اور فرماتیں کہ جاؤ کچھ کھا پی آؤ ابھی ہم نے اور بھی سفر کرنا ہے۔ اور کیا بتاؤں بے انتہا پیار کرنے والی ماں تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے اور ان کی دعائیں ہمیں ملتی رہیں اور ہمارا بھی فرض ہے کہ ان کی نصائح پر عمل کریں۔ دعا کریں کہ میری اولاد بھی ان بزرگوں کی فرمانبردار رہے۔

OOO

حافظ عبدالحلیم مربی سلسلہ

نگینے لوگ

جماعت احمدیہ کی تاریخ قربانیوں کی لازوال داستانیں اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ تمام طبقہ ہائے زندگی' ہر چھوٹا بڑا' امیر وغریب اپنی اپنی بساط کے مطابق اپنے اپنے انداز میں صدق دل کے ساتھ قربانیوں کے میدان میں' خواہ وہ مالی ہوں یا جانی' وقت کی قربانی ہو یا عزت کی' مصروف خدمت ہیں اور شاہراہ احمدیت پر بے لوث قدم آگے بڑھا رہے ہیں۔ اور خدا کی رضا حاصل کرنے میں مصروف عمل ہیں۔

بسا اوقات بعض قربانی کرنے والے اس انداز سے کرتے ہیں یا یوں کہنا چاہئے کہ تنگدستی' اور نامساعد حالات میں بھی مالی قربانی کرتے ہیں کہ ان یہ ادا صاحب حیثیت لوگوں کے لئے نمونہ بلکہ ان کے دلوں میں تموج پیدا کرنے کا موجب بن جاتی ہے۔ ایسے ہی چند ایک تاثرات قارئین الفضل کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

خاکسار ایک ضعیف العمر' نحیف و ناتواں جسم کی مالک مخلص احمدی خاتون جو کہ مختلف گھروں میں جا کر صفائی ستھرائی کا کام کرتی ہیں کو جانتا ہے۔ ان کی مالی قربانی اور اخلاص کو ہمیشہ رشک کی نگاہوں سے دیکھتا ہے بمشکل گزر اوقات ہوتی ہے مگر میری حیرت کی انتہاء نہ رہی جب مجھے معلوم ہوا کہ یہ موصیہ خاتون ہیں اپنے خون پسینے کی کمائی سے 1/10 اشاعت حق کے لئے ادا کرتی ہیں۔ اللہ ان کے اخلاص اور عمر میں برکت عطا فرمائے۔

اسی طرح ایک بزرگ احمدی دوست جو کہ حجام ہیں۔ نہ کوئی دوکان نہ مستقل کاروبار مختلف جگہوں پر جا کر بال بناتے ہیں۔ اخلاص اور فدائیت ان کے اندر کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے دعوت الی اللہ کے شوقین۔ بہت دیر سے یعنی کئی سالوں سے وصیت کی ہوئی ہے۔

فرماتے ہیں میں نے دفتر والوں سے طے کیا ہوا کہ اتنی رقم ماہ بماہ ادا کرتا رہوں گا۔ اور اس پر کاربند ہیں۔

چلتے چلتے ایک اور واقعہ سناتا جاؤں۔ گزشتہ دنوں ایک تانگہ بان نے اپنی اہلیہ کے اخلاص اور قربانی پر مشتمل واقعہ بیان کیا جو بہت اثر رکھنے والا ہے کہتے ہیں میری اہلیہ نے 1963ء سے وصیت کی ہوئی ہے ایک دن اس نے نہایت اصرار کیا تو مجھے کہا کہ ہمارا مکان جو کہ ہماری ذاتی ملکیت ہے اس کا حصہ جائیداد ادا کرنا ہے لہٰذا تشخیص کروائی جائے۔ میں نے اس کے اصرار اور اخلاص کے پیش نظر تشخیص کروائی چنانچہ اس کے ذمہ مبلغ گیارہ ہزار روپے واجب الاداء ٹھہرے۔ اس نے فوراً نقد رقم پیش کر دی میں نے حیرانی سے پوچھا کہ اتنی بڑی رقم کہاں سے نکل آئی میری بیوی نے جواباً کہا کہ آپ جو محنت مزدوری کر کے رقم لایا کرتے تھے اور مجھے دیا کرتے تھے اس میں سے ایک ایک دو دو روپیہ بچا کر رکھ لیا کرتی تھی اور غرض یہی تھی کہ حصہ وصیت ادا ہو جائے اور میرا یہ طریق 1965ء سے جاری ہے جب سے آپ تانگہ چلا رہے ہیں۔ میں نے جب رقم دیکھی اس میں ایک ایک روپے کے پانچ ہزار نوٹ تھے گویا ایک ایک دو دو روپیہ جمع کرتی رہیں اور آج بخوشی خدا کے حضور پیش کر دی۔

بلاشبہ احمدیت کی سب سے بڑی دولت سچے دل اور اخلاص ہی ہیں۔

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ عزیزہ نیرہ نعیم بنت مسرور احمد نعیم دارالعلوم غربی ربوہ بعمر 7 ماہ دل میں سوراخ اور دیگر عوارض کی وجہ سے علیل ہے۔ بچی کو ماہر امراض دل پنجاب انسٹی ٹیوٹ آف کارڈیالوجی نے بیرون ملک علاج کے لئے تجویز کیا ہے۔ دعا کی درخواست ہے کہ اللہ معجزانہ طور پر بچی کو صحت کامل عطا کرے۔

○ عزیزہ رفیعہ نعیم صاحبہ بنت مکرم رانا فضل الرحمان صاب نعیم آف لاہور ان دنوں شدید بیمار ہے۔ ڈاکٹروں نے خون میں انفکیشن بتایا ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔

○ مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب آف احمد نگر بوجہ برین ہیمبرج علیل ہیں اور جنرل ہسپتال لاہور کے انتہائی نگہداشت وارڈ میں زیر علاج ہیں۔ احباب کی خدمت میں ان کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے درخواست دعا ہے۔

○ محمد ظفر احمد ابن مکرم ملک سلطان احمد صاحب معلم وقف جدید شدید بیمار ہیں ایک ٹانگ حرکت نہیں کر سکتی ڈاکٹروں نے کولہے کے پاس ٹانگ کا اپریشن بھی کیا ہے مگر چنداں آفاقہ نہیں ہے۔ احباب کرام سے صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

○ مکرمہ امتہ الکافی صاحبہ اہلیہ شیخ محمد عمر بشیر احمد صاحب سابق امیر جماعت چنیوٹ ایک ماہ سے جناح ہسپتال میں داخل ہیں۔ احباب سے ان کی صحت اور درازی عمر کے لئے درخواست دعا ہے۔

○ مکرمہ امتہ الحی بشریٰ صاحبہ کا لاہور ہسپتال میں اپریشن ہوا ہے۔ ان کی صحت اور درازی عمر کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

○ مکرم خواجہ محمد امین صاحب ناروے میں عرصہ دراز سے بیمار ہیں۔ ان کی صحت اور درازی عمر کے لئے درخواست دعا ہے۔

○ مکرم لطیف احمد ظفر صاحب اسلام آباد سے لکھتے ہیں۔

میرے بیٹے عزیزم قمر احمد نے انجینئرنگ میں گریجوایشن کامیابی سے مکمل کرنے کے بعد اٹلانٹا امریکہ میں ملازمت اختیار کرلی ہے۔ بیٹی عزیزہ سعدیہ لطیف فروری 1997ء میں ایم ایس سی میتھ میں 85 فیصد نمبر حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی ہے۔ چھوٹے بیٹے سلمان احمد نے 1996ء کا سکاؤٹنگ گولڈ میڈل ضلع اسلام آباد سے حاصل کیا ہے۔

احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ بچوں کو دین و دنیا کی کامیابیاں عطا کرے اور خدمت دین میں اپنے دادا شیخ محمد احمد صاحب مظہر کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سانحہ ارتحال

○ مکرمہ عالم بی بی صاحبہ اہلیہ ملک چراغ دین صاحب پنشنر صدر انجمن احمدیہ ربوہ بعمر 69 سال بتاریخ 23- جون فضل عمر ہسپتال میں انتقال فرماگئیں۔ آپ موصیہ تھیں بہشتی مقبرہ میں اسی دن تدفین ہوئی مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب نے بیت مبارک میں جنازہ پڑھایا اور تدفین کے بعد دعا کرائی۔ اللہ تعالیٰ موصوفہ کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل دے۔

اعلان دارالقضاء

○ (مکرم عبدالعزیز صاحب بابت ترکہ مکرم سیٹھ عبدالکریم صاحب)

مکرم عبدالعزیز صاحب ولد مکرم سیٹھ عبدالکریم صاحب ساکن مکان نمبر 5/6 محلہ دارالرحمت غربی ربوہ نے درخواست دی ہے کہ میرے والد .قضائے الٰہی وفات پاگئے ہیں۔ لہٰذا ان کا قطعہ مکان نمبر 5/6 دارالرحمت غربی ربوہ برقبہ 10 مرلہ میرے نام منتقل کیا جائے۔ دیگر ورثاء کو اس پر کوئی اعتراض نہ ہے۔ جملہ ورثاء کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ (بیوہ)
۲۔ مکرم عبدالمجید صاحب (بیٹا)
۳۔ مکرم عبدالحمید عارف صاحب (بیٹا)
۴۔ محترمہ صالحہ نسیم صاحبہ (بیٹی)
۵۔ مکرم عبدالعزیز صاحب (بیٹا)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس انتقال پر کوئی اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر دارالقضاء میں اطلاع دیں۔

(ناظم دارالقضاء- ربوہ)

○ (مکرم مبارک احمد ساہی صاحب بابت ترکہ مکرم غلام محمد صاحب)

مکرم مبارک احمد صاحب ساہی حال مقیم یوکے نے درخواست دی ہے کہ خاکسار کے دادا مکرم چوہدری غلام محمد صاحب ساکن چک نمبر ج-ب/88 جبانہ تحصیل و ضلع فیصل آباد .قضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں۔ لہٰذا ان کا قطعہ نمبر 31/5 واقع محلہ دارالیمن ربوہ برقبہ ایک کنال ان کے موجودہ ورثاء کے نام بمطابق حصص شرعی منتقل کردیا جائے۔ ورثاء کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ محترمہ آمنہ بی بی صاحبہ (بیٹی) وفات یافتہ
ان کے موجودہ ورثاء یہ ہیں۔
(۱) مکرم ناصر احمد صاحب
(۲) مکرمہ شاہدہ شفیق صاحبہ

۲۔ مکرم چوہدری عنایت اللہ صاحب (بیٹا) وفات یافتہ
ان کے موجودہ ورثاء یہ ہیں۔
(۱) مکرم نعمت اللہ صاحب
(۲) مکرم کرامت اللہ صاحب
(۳) مکرمہ نذیر بیگم صاحبہ
(۴) مکرمہ بشریٰ شفقت صاحبہ
(۵) مکرم عظمت اللہ صاحب
(۶) مکرمہ بلقیس بیگم صاحبہ
(۷) مکرم مبشر احمد صاحب
(۸) مکرمہ امتہ القیوم صاحبہ
(۹) مکرم منظور احمد صاحب

۳۔ محترمہ عائشہ بی بی صاحبہ (بیٹی)

۴۔ محترمہ فاطمہ بی بی صاحبہ (بیٹی) وفات یافتہ
ان کے ورثاء کی تفصیل یہ ہے
(۱) مکرم مبشر احمد صاحب
(۲) مکرمہ امتہ الرشید صاحبہ
(۳) مکرم منور احمد صاحب
(۴) مکرمہ امتہ القیوم صاحبہ
(۵) مکرمہ امتہ الحکیم صاحبہ
(۶) مکرم مظفر احمد صاحب
(۷) مکرمہ طیبہ بی بی صاحبہ
(۸) مکرمہ بشریٰ رشید صاحبہ

۵۔ مکرم چوہدری ذکاء اللہ صاحب (بیٹا) وفات یافتہ
ان کے ورثاء کی تفصیل یہ ہے
(۱) مکرم مبارک احمد ساہی صاحب
(۲) مکرم منور احمد ساہی صاحب
(۳) مکرمہ منظور مبارکہ صاحبہ
(۴) مکرم منصور اقبال احمد ساہی صاحب

(بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس انتقال پر کوئی اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر دارالقضاء میں اطلاع دیں۔

(ناظم دارالقضاء- ربوہ)

ناظمین اطفال توجہ فرمائیں

27- جون 97ء کو مرکزی امتحان ہوں گے۔

براہ کرم یہ ہفتہ بھرپور انداز سے منا کر رپورٹ ارسال فرمائیں۔

احمدیہ ٹیلی ویژن انٹرنیشنل کے پروگرام

پاکستانی وقت کے مطابق

بدھ 25- جون 1997ء

12-00 رات- اردو کلاس۔
1-00 ارا ؤنڈ دی گلوب- ہماری کائنات۔
2-00 حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع- جرمن احباب کے ساتھ ہمبرگ 97-5-17- حصہ دوئم۔
3-00 فرنچ سیکھئے۔
3-30 حکایات شیریں۔
4-00 اگلی شفٹ کے پروگرام۔
4-05 تلاوت- حدیث- خبریں۔
4-30 چلڈرنز کارنر
5-00 لقاء مع العرب۔
6-00 طبی معاملات- ذیابیطس از ڈاکٹر لطیف قریشی
7-00 اردو کلاس۔
8-00 فرنچ زبان سیکھئے۔
9-00 حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع- جرمن احباب کے ساتھ ہمبرگ 97-5-17- حصہ دوئم۔
10-00 اگلی شفٹ کے پروگرام۔
10-05 تلاوت- حدیث- خبریں۔
10-30 چلڈرنز کارنر۔
11-00 تقریر- حضرت خالد بن ولید کی زندگی کے حالات از فرید احمد نوید۔
12-00 اراؤنڈ دی گلوب- ہماری کائنات۔
1-00 لقاء مع العرب۔
2-00 اردو کلاس۔
3-00 سیرت رفقاء حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت برہان الدین صاحب جہلمی کے حالات زندگی۔
4-00 اگلی شفٹ کے پروگرام۔
4-05 تلاوت- حدیث- خبریں۔
4-30 عربی زبان سیکھئے۔
5-00 افریقین پروگرام۔
6-00 بنگالی پروگرام۔
6-45 محفل سوال و جواب- از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع- ہنوور- (97-5-18) حصہ اول۔
8-00 لقاء مع العرب۔
9-00 فرنچ پروگرام۔
10-00 اگلی شفٹ کے پروگرام۔
10-05 تلاوت- حدیث- خبریں۔
10-30 چلڈرنز کارنر- ملاقات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع۔
11-00 جرمن پروگرام۔

بقیہ صفحہ 1

ہے) ہوا پانی کس نے عطا فرمایا؟ اسی منعم حقیقی کی نعمتوں اور برکتوں کا ایک شعبہ ہے۔ سرسبز کھیت اور باغوں میں پھل لگانا اس کی نوازش اور عنایت ہے۔ غرض کل دنیا کی نعمتوں سے جو انسان مالا مال ہو رہا ہے یہ اس کی ہی ذرہ نوازیاں ہیں۔

(از خطبہ یکم شوال 1316ھ)

خبریں

ربوہ: 24- جون-1997ء
درجہ حرارت کم از کم 29 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 42 درجے سنٹی گریڈ

○ پاک بھارت خارجہ سیکرٹریوں کے اسلام آباد میں ہونے والے مذاکرات خوشگوار اور تعمیری رہے ہیں پاکستان اور بھارت کشمیر سمیت تمام مسائل کے حل کے لئے مشترکہ ورکنگ گروپ بنانے پر متفق ہو گئے ہیں۔ دونوں ممالک کے خارجہ سیکرٹریوں کے درمیان چار روزہ مذاکرات کے بعد مشترکہ بیان جاری کیا گیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ دونوں ممالک نے جامع اور تفصیلی بات چیت کی ہے جس کے بعد جموں و کشمیر سمیت آٹھ اہم حل طلب مسائل پر مشترکہ ورکنگ گروپوں کی تشکیل پر اتفاق کر لیا گیا ہے۔ جس کے لئے سفارتی ذرائع سے صلاح و مشورہ جاری رہے گا۔ مشترکہ بیان میں کہا گیا ہے کہ پاکستان اور بھارت کے خارجہ سیکرٹریوں کے درمیان بات چیت کا اگلا دور نئی دہلی میں اسی سال ستمبر میں ہو گا۔

○ پاک بھارت کے خارجہ سیکرٹریوں کے طویل غور و خوض کے بعد جن مشترکہ ورکنگ گروپوں کے لئے سمجھوتہ طے پایا ہے۔ ان میں 1۔ امن اور سلامتی بشمول بحالی اعتماد کے لئے اقدامات 2۔ جموں و کشمیر۔ 3۔ سیاچن۔ 4۔ وولر بیراج 5۔ سرکریک 6۔ دہشت گردی اور منشیات کا سدباب 7۔ معاشی اور تجارتی تعاون 8۔ دونوں ممالک میں مختلف شعبوں میں دوستانہ وفود کا تبادلہ شامل ہیں۔

○ وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف نے کہا ہے کہ بے نظیر احتساب کے عمل کا سامنا کریں انہوں نے اور ان کے ساتھیوں نے ملک کا مستقبل گروی رکھ دیا تھا۔ ہم دو طرفہ احتساب کر رہے ہیں۔ ہماری حکومت کے خلاف کسی کو شکایت ہے تو وہ عدالت سے رجوع کریں انہوں نے کہا کہ کراچی کی صورت حال مل جل کر بہتر بنائیں گے۔ 50 برسوں میں پہلی بار پاک بھارت معاملے میں پیش رفت ہوئی ہے۔ توقع ہے کہ مذاکرات کا عمل آگے بڑھے گا۔ اپنے موقف پر ہم قائم رہیں گے۔ افغان مسئلہ کے حل کے لئے 5 ملکی کانفرنس بلانے کو تیار ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ بڑی بات ہے کہ بھارت نے کشمیر کو مسئلہ تسلیم کر لیا ہے۔

○ قائد حزب اختلاف محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ بھارت نے مذاکرات کی کامیابی کے لئے کوئی علامتی قدم نہیں اٹھایا۔ مذاکرات سے قبل سیاسی قیدیوں کی رہائی اور مقبوضہ کشمیر سے بھارتی فوجوں کی واپسی ہونی چاہئے تھی۔ مسئلہ کشمیر بین الاقوامی قراردادوں کے مطابق حل کرنا ہو گا۔

○ سابق نگران وزیر اعظم ملک معراج خالد نے کہا ہے کہ حکمران حقائق کو نہ چھپائیں۔ عوام کو اعتماد میں لیں بحیثیت قوم ہمیں اپنی غلطیوں کا احساس کرنا ہو گا۔ ہم موجودہ سال میں پاکستان کی گولڈن جوبلی نہیں بلکہ بلیک جوبلی منا رہے ہیں۔ احتساب صحیح ہونا چاہئے۔ جیسا ہو رہا ہے ویسا نہیں ہونا چاہئے۔ پاکستان کی کسی حکومت نے تعلیم کو ترجیح نہیں دی۔ موجودہ بجٹ میں بھی تعلیم کا کوئی ذکر نہیں اسے ویسا ہی رکھا گیا ہے جو پہلے تھا۔ موجودہ صورت حال میں ہم دنیا کے سامنے سرخرو نہیں ہو سکتے۔

○ پشاور ہائی کورٹ نے مسلم لیگ (ن) کی دو نشستوں پر منتخب سینیٹروں انور کمال خان مروت ایڈووکیٹ اور انجینئر اقبال ظفر جھگڑا کے انتخاب کو کالعدم قرار دے دیا ہے۔

○ کراچی میں مخبری کے شبہ میں دو افراد کو اذیت ناک تشدد کے بعد قتل کر دیا گیا ہے۔ دونوں کی آنکھوں پر پٹی۔ ہاتھ پشت پر بندھے اور جسم پر گولیوں کے نشانات تھے۔ دونوں نعشیں اورنگی کے وسیع علاقے میں پھینکی گئی تھیں۔ ایک مقتول کا تعلق وہاڑی سے ہے۔ دوسرے کی شناخت نہیں ہو سکی۔

○ سابق وزیر اعظم بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ عوام حکومت کے ہاتھوں پریشان ہیں۔ تحریک چلانے پر دباؤ ڈال رہے ہیں شہباز شریف کو علاج کے لئے بیرون ملک بھیجا گیا۔ زرداری کو بھی اجازت دی جائے۔ لاہور والے "لاڈلے" اور "لاڑکانہ والوں کا استحصال" پالیسی صحیح نہیں۔

○ حضرت داتا گنج بخش" کا عرس 24۔ جون سے محکمہ اوقاف کی نگرانی میں شروع ہو گیا ہے۔

○ پاکستان نے سعودی عرب میں منشیات کی مبینہ سمگلنگ کے الزام میں گرفتار نابالغ بچوں اور حاملہ خواتین کے لئے سعودی حکومت سے رحم کی اپیل کی ہے کہ انہیں سزائے موت نہ دی جائے۔

○ وزیر اعلیٰ پنجاب شہباز شریف نے کہا ہے کہ امیروں سے ٹیکس ضرور لیں گے کسی کو ریلیف نہیں ملے گا۔ مزید ٹیکس دہندگان کی تلاش شروع ہے۔ پہلے سے ٹیکس دینے والے مطمئن رہیں۔

○ سندھ کے وزیر اعلیٰ لیاقت جتوئی نے صوبے میں گورنر راج کے نفاذ کی خبروں کو بے بنیاد قرار دیا ہے۔

○ ایک حساس ادارے نے حکومت کو آگاہ کیا ہے کہ پنجاب میں بدامنی پھیلانے کے لئے دہشت گرد متحرک ہو گئے ہیں۔ ایک صوبائی سیکرٹری کو دھمکی آمیز ٹیلی فون کالوں سے افسروں میں خوف و ہراس پھیل گیا ہے۔ بیشتر نے پرائیویٹ محافظ رکھ لئے ہیں۔

○ مظفر آباد میں آزاد کشمیر کی قانون ساز اسمبلی میں اگلے مالی سال کا 7 ارب 22 کروڑ 94 لاکھ اور 46 ہزار روپے کا بجٹ پیش کیا گیا ہے۔ جس میں کوئی ٹیکس عائد نہیں کیا گیا اور ترقیاتی کاموں کے لئے ایک ارب 90 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔

○ اتوار کی چھٹی کے خلاف بغاوت کرتے ہوئے اعظم کلاتھ مارکیٹ اکبر بلاک۔ اکبری منڈی سمیت لاہور کی بیشتر مارکیٹوں میں چھٹی کے روز بھی دوکانیں کھلی رہیں۔ انجمن تاجران پاکستان نے اتوار کی چھٹی کرنے کا فیصلہ کیا تھا تاہم اعظم کلاتھ مارکیٹ اور اکبری منڈی نے اس کا بائیکاٹ کیا ہوا ہے۔ گزشتہ اتوار اچھرہ انارکلی۔ مون مارکیٹ' لبرٹی مارکیٹ' مین مارکیٹ اور شادمان مارکیٹ وغیرہ میں بھی دوکانیں کھلی رہیں۔

○ واپڈا نے تمام دیہی علاقوں میں روزانہ ایک گھنٹے کی لوڈشیڈنگ کا اعلان کر دیا ہے۔ منگلا سے بجلی کی پیداوار انتہائی کم ہو گئی ہے۔ جونہی منگلا میں پانی کی مقدار بڑھے گی لوڈشیڈنگ ختم کر دی جائے گی۔ اگر جلد مزید بارشیں نہ ہوئیں اور برف تیزی سے نہ پگھلی تو ہو سکتا ہے کہ شہروں میں بھی لوڈشیڈنگ کا آغاز کر دیا جائے گا۔ تاہم یہ لوڈشیڈنگ ساڑھے سات بجے سے ساڑھے دس بجے رات کے درمیان ہو گی۔

○ پاکستان اور بھارت نے ایک دوسرے کے ماہی گیر 15۔ جولائی تک رہا کرنے کا اعلان کیا ہے۔

○ ملک میں پھیلے ہوئے نیٹ ورک کے مطابق 830 ہسپتال' 4250 ڈسپنسریاں 4997 بنیادی صحت کے مرکز 864 زچہ وبچہ کے کلینک 260 ٹی بی کے مراکز اور 501 رورل ہیلتھ سنٹر ہیں۔

○ بلوچستان کو گندم کی سپلائی پر پابندی کے فیصلے پر بلوچستان کے وزیر اعلیٰ اختر جان مینگل اور سینئر صوبائی وزیر مولانا امیر زمان نے شدید رد عمل کا اظہار کرتے ہوئے دھمکی دی ہے کہ گندم کی سپلائی بحال نہ کی گئی تو پھر بلوچستان سے پنجاب کو سوئی گیس کی سپلائی بند کر دی جائے گی۔ انہوں نے کہا میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ اگر گندم سرحد میں سمگل ہو رہی ہے تو پابندی بلوچستان پر کیوں لگائی گئی ہے۔

○ پنجاب حکومت لاہور ہائی کورٹ میں زرعی انکم ٹیکس کے نفاذ کے متعلق اپنی رپورٹ پیش کرے گی۔ زمینداروں نے صوبہ میں ٹیکس کے نفاذ کے حکومتی اقدام کو لاہور ہائی کورٹ میں چیلنج کیا ہوا ہے۔

فون 213207
ہر قسم کی بیماریوں کے علاج کیلئے
ایم اے
پروفیسر سعید اللہ خان ہومیو ڈاکٹر
38/1 محلہ دارالفضل ربوہ فون 213207

خوشخبری
ربوہ کی نئی ٹیلیفون ڈائریکٹری شائع ہو کر
15 جون سے مارکیٹ میں آگئی ہے۔
پلاسٹک کور کے ساتھ قیمت صرف 25 روپے
رؤف بکڈپو اقصیٰ روڈ ربوہ
فون: 212297

بھٹی ہومیو کلینک اینڈ سٹور
رحمت بازار ربوہ
اوقات آجکل: صبح 8½ تا 1 بجے
شام 5½ تا 9 بجے
فون رہائش: 211186
ڈاکٹر منصور احمد بھٹی پریکٹیشنر آف 1937ء
ڈاکٹر مسرور کریم بھٹی
Qualified Homoepath

جرمن، لوکل اور کیوریٹو ہومیو پیتھک ادویات
مدر ٹنکچرز، پوٹنسیاں، چھوٹی درمیانی اور بڑی طاقتوں میں بائیوکیمک ادویات، سادہ گولیاں ٹکیاں
شوگر آف ملک خالی ڈبیاں، ڈراپرز اور ہومیو پیتھک کتب نیز ہومیو پیتھک ڈاکٹر راجہ نذیر احمد ظفر
صاحب کی ایجاد کردہ تمام ادویات، کیورز اور کورسز وغیرہ کے متعلق "ہیلتھ پیکج" لٹریچر مع کیوریٹو تشخیص
فارم CDF ۱۵روپے میں ہمارے سٹاکسٹوں سے حاصل کریں
کیوریٹو انٹرنیشنل ربوہ
فون سیلز 211283 کلینک 211054 771
فیکس 212299

جدید ڈیزائنوں میں اعلیٰ زیورات بنوانے کیلئے
ہمارے ہاں تشریف لائیں
نسیم کیساتھ تماشہ مت کرو
زیورات کی دنیا میں منفرد نام
فون دوکان: 212837 گھر: 212175
نسیم جیولرز
میاں نسیم احمد طاہر
میاں فرید یوسف
اقصیٰ روڈ ربوہ